الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد14 — جمعۃ المبارک 16/مارچ2007ء — 26/صفر 1428ہجری قمری ❁ 16/امان 1386 ہجری شمسی — شمارہ11

امام سے آگے نہ بڑھو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: نماز میں امام سے پہلے کوئی حرکت نہ کرو۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب رکوع کرے تو رکوع کرو اور اس سے پہلے اپنا سر مت اٹھاؤ۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ با ب ائتمام الماموم حدیث نمبر 626)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جب کبھی محبت الٰہی اور خدا پرستی اور تقویٰ طہارت وغیرہ امور واجبہ میں فرق آتا رہا ہے مقدس لوگ خدا تعالیٰ سے وحی پا کر نمونہ کے طور پر دنیا میں آتے رہے ہیں۔

آنحضرتﷺ کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوّت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی اور اُن کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت ﷺ کی عکسی تصویریں تھے۔

’’تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی نیّتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ یہ شاخ بھی برابر نشوونما میں ہے۔ اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جس قدر اُن میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہنچایا گیا اور ان کے مشکلات حل کر دئے گئے اور اُن کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اُس کا علم خدا تعالیٰ کو ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور مؤثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں اور بجز خدا تعالیٰ کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلم بند ہو کر شائع کیا گیا باقی جس قدر مقالات انبیاء ہیں وہ اپنے اپنے محل پر تقریروں کی طرح پھیلتے رہے ہیں۔ عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ ایک محل شناس لیکچرار کی طرح ضرورتوں کے وقتوں میں مختلف مجالس اور محافل میں اُن کے حال کے مطابق روح سے قوت پا کر تقریریں کرتے تھے۔ مگر نہ اس زمانہ کے متکلّموں کی طرح کہ جن کو اپنی تقریر سے فقط اپنا علمی سرمایہ دکھلانا منظور ہوتا ہے۔ یا یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنی جھوٹی منطق اور سوفسطائی حجتوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لاویں اور پھر اپنے سے زیادہ جہنّم کے لائق کریں۔ بلکہ انبیاء نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے اُبلتا تھا وہ دوسروں کے دلوں میں ڈالتے تھے۔ اُن کے کلمات قدسیّہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سناتے تھے بلکہ ان کو بیمار دیکھ کر اور طرح طرح کے آفاتِ روحانی میں مبتلا پا کر علاج کے طور پر اُن کو نصیحتیں کرتے تھے یا حجج قاطعہ سے اُن کے اوہام کو رفع فرماتے تھے۔ اور اُن کی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے۔ سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور واردین اور صادرین کی استعداد کے موافق اور اُن کی ضرورتوں کے لحاظ سے اور اُن کے امراض لاحقہ کے خیال سے ہمیشہ بابِ تقریر کھلا رہتا ہے۔ کیونکہ بُرائی کو نشانہ کے طور پر دیکھ کر اُس کے روکنے کے لئے نصائح ضروریہ کی تیراندازی کرنا اور بگڑے ہوئے اخلاق کو ایسے عضو کی طرح پا کر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو اپنی حقیقی صورت اور محل پر لانا جیسے یہ علاج بیمار کے رُوبرو ہونے کی حالت میں متصوّر رہے اور کسی حالت میں کماحقّہٗ ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے چندیں ہزار نبی اور رسول بھیجے اور اُن کی شرفِ صحبت میں مشرف ہونے کا حکم دیا تا ہر ایک زمانہ کے لوگ چشمدید نمونوں کو پا کر اور اُن کے وجود کو مجسّم کلام الٰہی مشاہدہ کر کے اُن کی اقتداء کے لئے کوشش کریں۔ اگر صحبت صالحین میں رہنا واجبات دین میں سے نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے کلام کو بغیر بھیجنے رسولوں اور نبیوں کے اُور طور پر بھی نازل کر سکتا تھا یا صرف ابتدائی زمانہ میں ہی رسالت کے امر کو محدود رکھتا اور آئندہ ہمیشہ کے لئے سلسلہ نبوت اور رسالت اور وحی کا منقطع کر دیتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی عمیق حکمت اور دانائی نے ہرگز ایسا منظور نہیں رکھا اور ضرورت کے وقتوں میں یعنی جب کبھی محبت الٰہی اور خدا پرستی اور تقویٰ طہارت وغیرہ امور واجبہ میں فرق آتا رہا ہے مقدس لوگ خدا تعالیٰ سے وحی پا کر نمونہ کے طور پر دنیا میں آتے رہے ہیں۔ اور یہ دونوں قضئے باہم لازم و ملزوم ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کو ہمیشہ کے لئے اصلاحِ خلائق کی طرف توجہ ہے تو یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہمیشہ کے لئے آتے رہیں کہ جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص توجہ سے بینائی بخشی ہو اور اپنی مرضیات کی راہ پر ثابت قدم کیا ہو۔ بلاشبہ یہ بات یقینی اور امور مسلّمہ میں سے ہے کہ یہ مہم عظیم اصلاح خلائق کی صرف کاغذوں کے گھوڑے دوڑانے سے روبراہ نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے اسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خدا تعالیٰ کے پاک نبی مارتے رہے ہیں۔ اور اسلام نے اپنا قدم رکھتے ہی اس مؤثر طریق کو ایسی مضبوطی اور استحکام سے رواج دیا ہے کہ اس کی نظیر دوسرے مذہبوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ کون اس جماعت کثیر کا دوسری جگہ وجود دکھلا سکتا ہے جو تعداد میں دس ہزار سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی اور کمال اعتقاد اور انکسار اور جانفشانی اور پوری محویت سے سچائی کے حاصل کرنے اور راستی کے سیکھنے کے لئے آستانہ نبوی پر دن رات پڑی رہتی تھی۔ بیشک حضرت موسیٰ کو بھی ایک جماعت ملی تھی مگر وہ کیسی اور کس قدر سرکش اور متمرّد اور روحانی صحبت اور صدق قدم سے دُور اور مہجور رہنے والی تھی اس بات کو بائبل پڑھنے والے اور یہودیوں کی تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوّت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی اور اُن کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت ﷺ کی عکسی تصویریں تھے۔ سو یہ بھاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ سے فحش بُت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہنچ گئے اور ہر دم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اس کی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہا دیا۔ یہ دراصل ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنے کا نتیجہ تھا۔ سو اسی بنا پر یہ عاجز اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے **مامور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں اور اُن پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ ذوق اُن کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلّت کا سیہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جائے۔** اسی کی بشارت دے کر خداوند خدا نے مجھے بھیجا اور کہا کہ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدؐیاں برمنار بلندتر محکم افتادؔ‘‘۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3صفحہ14تا23)

’’دورِ خلافت آپ کی نسل در نسل اور بے شمار نسلوں تک چلے جانا ہے انشاء اللہ تعالیٰ، بشرطیکہ آپ میں نیکی اور تقویٰ قائم رہے‘‘۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات

❁ ......’’اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خوشخبریاں دی تھیں اور جو پیشگوئیاں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنی امت کو بتائی تھیں اس کے مطابق مسیح موعود کی آمد پر خلافت کا سلسلہ شروع ہونا تھا اور یہ خلافت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی رہنا تھا اور رہنا ہے انشاء اللہ۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ مِنْهَاجِ النُّبُوَّة قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔ .... پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس دور میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور اس دائمی خلافت کے عینی شاہد بن گئے ہیں بلکہ اس کو ماننے والوں میں شامل ہیں اور اس کی برکات سے فیض پانے والے بن گئے ہیں۔ .... یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کرلے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21/مئی 2004ء)

❁ ......’’یہ قدرت ثانیہ یا خلافت کا نظام اب انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے۔ اور اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ تیس سال تھی، تو وہ تیس سالہ دور آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ اور یہ دائمی دور بھی آپؐ ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ قیامت کے وقت تک کیا ہونا ہے، یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن یہ بتادوں کہ یہ دورِ خلافت آپ کی نسل در نسل اور بے شمار نسلوں تک چلے جانا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ، بشرطیکہ آپ میں نیکی اور تقویٰ قائم رہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/مئی 2005ء)

❁ ......’’قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبے کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’جس طرح وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کرسکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اسی طرح وہی شخص اسلام کا مفید کام کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کرسکے گا جتنا بکری کا بکروٹا‘‘۔

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے‘‘۔

❁ ......’’......ہمارا ربّ کتنا پیارا ربّ ہے جس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی اصلاح اور آنحضرت ﷺ کی شریعت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا اور اس عظیم مقصد کو مستقل طور پر جاری رکھنے کے لئے ایک ایسی قدرت ثانیہ کا وعدہ فرمایا جو دائمی اور قیامت تک جاری رہنے والی ہے اور ہر خلیفہ کی وفات پر دوسرے خلیفہ کے ذریعہ مومنوں کے خوف کو امن میں بدلنے والا ہے‘‘۔

(خصوصی پیغام لندن 11/مئی 2003ء مطبوعہ بدر 20/27/مئی 2005ء)

سنو آ گیا وہ مسیحائے ثانی

اُٹھو کُھل گئے آسماں کے دریچے
سنو آ گیا وہ مسیحائے ثانی
وہ طُور و حرا کی اداؤں کا محرم
وہ عہد محبت کی زندہ نشانی
وہ بُرج طریقت کا ماہِ منور
وہ دُرج حقیقت کا لعل یمانی
وہ اقوام عالم کا موعود رہبر
وہ اقلیم تقویٰ کا صاحبقرانی
وہ محبوب یزداں تمنائے ملت
وہ شاہ جہاں احمد قادیانی

(مصلح الدین احمد راجیکی)

انتخاب نمائندگان شوریٰ کے وقت اس کے تقدس کا خیال رکھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’یہاں ممبران جماعت پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ صرف اپنی دوستی اور رشتہ داری یا تعلق داری کی وجہ سے ہی شوریٰ کے نمائندے منتخب نہیں کرنے بلکہ ایسے لوگ جو تقویٰ پر چلنے والے ہوں، کیونکہ تم جس ادارے کے لئے یہ نمائندگان منتخب کر کے بھجوا رہے ہو یہ بڑا مقدس ادارہ ہے اور نظام خلافت کے بعد نظام شوریٰ کا ایک تقدس ہے۔ اس لئے بظاہر سمجھدار اور نیک لوگ جو عبادت کرنے والے اور تقویٰ پر قدم مارنے والے ہوں اُن کو منتخب کرنا چاہئے اور جب ایسے لوگ چنو گے تبھی تم رحمت کے وارث بنو گے ورنہ دنیا دار لوگ تو پھر ویسے ہی اخلاق دکھائیں گے جیسے ایک دنیا دار دنیاوی اسمبلیوں میں، پارلیمنٹوں میں دکھاتے ہیں۔ پس افراد جماعت کی طرف سے اس امانت کا حق جو اُن کے سپرد کی گئی ہے اس وقت ادا ہوگا جب تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے شوریٰ کے نمائندے منتخب کریں گے۔

............اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَهْلِهَا (سورۃ النساء آیت :59) کہ امانتوں کو ان کے مستحقوں کے سپرد کرو کیونکہ وہ نمائندے خلیفۂ وقت کو مشورہ دینے کے لئے چنے جاتے ہیں۔ آپ اپنی جماعتوں سے نمائندے چن کے اس لئے بھیج رہے ہیں کہ خلیفۂ وقت کو مشورہ دیں۔ اس لحاظ سے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ جو لوگ کھلی آنکھ سے ظاہراً نااہل نظر آرہے ہوں ان کو اگر آپ چنیں گے تو وہ پھر شوریٰ کی نمائندگی کا حق بھی ادا نہیں کرسکتے۔ یا ایسے لوگ جو بلاوجہ اپنی ذات کو ابھار کر سامنے آنے کا شوق رکھتے ہیں وہ بھی جب شوریٰ میں آتے ہیں تو مشوروں سے زیادہ اپنی علمیت کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ تو جماعتیں جب انتخاب کرتی ہیں تو اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ ایسے لوگوں کو نہ چنیں۔

تو یہ ہے شوریٰ کے ضمن میں ذمہ داری افراد جماعت کی کہ تقویٰ پر قائم ہوتے ہوئے اپنے نمائندگان شوریٰ چنیں نہ کہ کسی ظاہری تعلق کی وجہ سے اور جس کو چنیں اس کے بارے میں اچھی طرح پرکھ لیں۔ اس کو آپ جانتے ہوں، آپ کے علم کے مطابق اس میں سمجھ بوجھ بھی ہو اور علم بھی ہو اور عبادت گزار بھی ہو اور تقویٰ کی راہوں پر چلنے والا بھی ہو۔

......تو جیسا کہ مَیں نے کہا جماعت کو اپنے نمائندے ایسے لوگوں کو چننا چاہئے جو ان کے نزدیک ایک تو سمجھ بوجھ رکھنے والے ہوں۔ ہر میدان میں ہر ایک ماہر نہیں ہوتا، کوئی کسی معاملے میں زیادہ صائب رائے رکھنے والا ہوتا ہے یا مشورہ دے سکتا ہے، کوئی کسی معاملے میں۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ عبادت گزار ہونا چاہئے اور حقیقی عبادت گزار ہمیشہ تقویٰ پر قدم مارنے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کرے۔ اور جہاں قرآن اور سنت کے مطابق واضح ہدایات نہ ملتی ہوں وہاں وہ اپنی سمجھ اور علم کو خدا سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے تو کہنے کا یہ مطلب ہے کہ جب نمائندگان کو افراد جماعت اس حسن ظنی کے ساتھ منتخب کرتے ہیں تو جو نمائندگان شوریٰ ہیں ان پر بھی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وہ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنی اس ذمہ داری کو ادا کریں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کے افراد نے آپ پر حسن ظن رکھتے ہوئے قرآن کریم کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہوئے آپ کو منتخب کیا ہے کہ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَهْلِهَا (النساء: 59) کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو۔ خدا کرے کہ اکثریت نمائندگان جو وہاں شوریٰ میں آئے ہوئے ہیں ان کا انتخاب اسی سوچ کے ساتھ ہوا ہو اور کسی خویش پروری یا ذاتی پسند کی وجہ سے نہ ہوا ہو۔

......پس ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ایک امانت ہے جس کی ادائیگی کا آپ کو حق ادا کرنا ہے۔ اس نمائندگی کو کوئی معمولی چیز نہ سمجھیں کہ تین دن کے لئے ایک جگہ جمع ہوگئے ہیں کچھ باتیں سن لیں کچھ دوستوں سے مل لئے اور بس، صرف اتنا کام نہیں ہے، ان کا بڑا وسیع کام ہے‘‘۔

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ 24/مارچ 2006ء)

❁❁❁❁❁❁

”عیسیٰ کی موت میں اسلام کی زندگی ہے اور عیسیٰ کی زندگی میں اسلام کی موت ہے“

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

مسئلہ وفات مسیح کی اہمیت

(غلام مصباح بلوچ۔ربوہ)

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری دنوں میں عیسائیت بہت زور پکڑ لے گی اور صلیبی مذہب بڑے غلبہ کی حالت میں ہوگا اور ساتھ ہی یہ بشارت دی کہ اس غلبہ کا توڑ مسیح موعود کے ہاتھوں سے ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدَلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَ یَضَعُ الْجِزْیَۃَ“۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب نزول عیسیٰ بن مریم)

ترجمہ: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ضرور ابن مریم حَکَم عدَل بن کر نازل ہوگا جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ کو روک دے گا۔

اس الٰہی بشارت کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام مسیح موعود اور امام مہدی بن کر مبعوث ہوئے اور آپ کا سب سے بڑا کام صلیبی مذہب یعنی عیسائیت کی یلغار کا قلع قمع کرنا تھا۔ چنانچہ آپؑ نے اپنی عارفانہ تحریرات کے ذریعہ اس عظیم کام کو سرانجام دیا اور غلبۂ عیسایت کے بنیادی عقیدے یعنی حیات مسیح ناصری علیہ السلام کا بطلان دلائل کے ساتھ ثابت کر کے اسلام کو ہر جہت سے عیسائیت پر غالب دکھایا۔

حقیقت یہی ہے کہ عیسائیت کے غلبہ کی سب سے بڑی وجہ عقیدہ حیات مسیح ناصری علیہ السلام ہے جس نے علاوہ دیگر مذاہب کے اسلام پر بھی اثر ڈالا ہے اور کئی مسلمانوں کو ان کے دین سے ہٹا کر عیسائیت میں داخل کیا۔ کاسر صلیب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا کہ مسیح ناصری علیہ السلام دیگر انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس زمانہ میں مسیح و مہدی بنا کر بھیجا ہے۔ آپؑ کے اس اعلان نے غلبۂ عیسائیت کی کھوکھلی عمارت کو یکسر منہدم کر دیا۔ آپؑ نے اس مسئلہ کی اہمیت کے مطابق بڑے قوی عقلی اور نقلی دلائل سے اصل حقیقت کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وفات وحیات کے عقیدہ کو تین لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے۔

اوّل اس لحاظ سے کہ اس وقت دنیا کا بیشتر حصہ عیسائی مذہب کا پیرو ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح ناصری کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہوئے اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ وہ اس دنیا میں چند سال زندگی گزارنے کے بعد پھر آسمان پر واپس چلے گئے اور وہاں زندہ موجود ہیں اور نعوذ باللہ خدا کی ازلی حکومت کے حصہ دار ہیں۔

دوم اس لحاظ سے کہ عیسائیوں کے اس عقیدہ سے خاموش طور پر متاثر ہو کر اور بعض قرآنی آیات اور احادیث کی غلط تشریح کر کے اس زمانہ کے جمہور مسلمان بھی اس خیال پر قائم ہو گئے ہیں کہ گو حضرت عیسیٰ خدا یا خدا کے بیٹا تو نہیں تھے بلکہ صرف خدا کے ایک نبی تھے مگر صلیب کے موقع پر خدا نے انہیں بجسم عنصری زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا اور وہ اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخری زمانہ میں پھر دوبارہ زمین پر نازل ہو کر اُمّت محمدیہ کی اصلاح کریں گے۔

سوم اس لحاظ سے کہ چونکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے اس لئے جب تک حضرت مسیح ناصری کی وفات وحیات کے عقیدہ کا فیصلہ نہ ہو کوئی مسلمان حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت پر سنجیدگی کے ساتھ توجہ نہیں کرسکتا۔

ان تین وجوہات کی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن، حدیث اور عقل خداداد کی روشنی میں اس مسئلہ کو حل فرما کر مخلوق خدا کی ہدایت کا سامان اپنی تحریرات وتقاریر میں مہیا فرمایا ہے اور ایک متلاشی حق کو صحیح منزل کی خبر دی ہے۔

۞......حضور علیہ السلام تمام مسلمانوں اور تمام سچائی کے بھوکوں اور پیاسوں کو وفات مسیح کی خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کی خارق عادت زندگی اور خلاف نصوص قرآنیہ مع جسم آسمان پر چلے جانا اور باوجود وفات یافتہ نہ ہونے کے پھر وفات یافتہ نبیوں کی روحوں میں جو ایک رنگ سے بہشت میں داخل ہو چکے، داخل ہو جانا یہ تمام ایسی باتیں تھیں کہ درحقیقت سچے مذہب کے لئے ایک داغ تھا۔ اور نیز مدّت دراز سے مغربی مخلوق پرستوں کا موحدین اہل اسلام کے ذمہ ایک قرضہ چلا آتا تھا۔ اور نادان مسلمانوں نے بھی اس قرضہ کا اقرار کر کے اپنے ذمہ ایک بڑی سودی رقم عیسائیوں کی بڑھادی تھی جس کی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس ملک ہند میں ارتداد کا جامہ پہن کر عیسائیوں کے ہاتھ میں گرو پڑ گئے تھے اور کوئی صورت ادائے قرضہ کی نظر نہیں آتی تھی۔ جب عیسائی کہا کرتے تھے کہ ربنا یسوع مسیح آسمان پر زندہ مع جسم چڑھ گیا بڑی طاقت دکھلائی خدا جو تھا مگر تمہارا نبی تو......فوت ہو گیا اور اب وہ قبر میں اور زیر زمین ہے۔ مگر یسوع مسیح زندہ آسمان پر ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اور وہی دوبارہ آسمان سے اتر کر دنیا کا انصاف کرے گا......۔

اس کا جواب مسلمانوں کو کچھ بھی نہیں آتا۔ نہایت شرمندہ اور ذلیل ہوتے تھے۔ اب یسوع مسیح کی خوب خدائی ظاہر ہوئی۔ آسمان پر چڑھنے کا سارا بھانڈا پھوٹ گیا......پھر اس بیہودہ اعتقاد سے کہ عیسیٰ زندہ ہے باز نہ آنا ایک دیوانگی ہے اور محسوسہ مشہودہ سے انکار نہیں ہو سکتا۔ سو مسلمانو تمہیں مبارک ہو آج تمہارے لئے عید کا دن ہے۔ ان پہلے جھوٹے عقائد کو دفع کرو اور اب قرآن کے مطابق اپنا عقیدہ بنالو“۔(تحفۃ الندوۃ، روحانی خزائن جلد 19صفحہ102-104)

غرض یہ کہ وفات مسیح کا انکشاف ہونے کے بعد حضور علیہ السلام اس کوشش میں رہتے کہ اس کے ثبوت میں مختلف دلائل دنیا کے سامنے پیش کئے جائیں اور جس دن آپ کو کوئی نئی دلیل یا ثبوت ملتا تو آپ بہت خوش ہوتے کہ اسلام کی فتح کا ایک اور ثبوت فراہم ہوا۔ اس لئے تحفۃ الندوہ کے مندرجہ بالا اقتباس میں وفات مسیح کا ایک نیا ثبوت ملنے پر آپ نے اس دن کو مسلمانوں کے لئے عید کا دن قرار دیا کیونکہ اسی مسئلہ میں عیسائیت کی موت اور اسلام کی فتح ہے۔ اور اسی کی طرف آپ اُمّت مسلمہ کو بلا رہے تھے۔

حضورؑ فرماتے ہیں:

”خوب یاد رکھو کہ بجز موتِ مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلافِ تعلیمِ قرآن اُس کو زندہ سمجھا جائے۔ اُس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو“۔

(کشتیٔ نوح۔روحانی خزائن جلد 19صفحہ 17)

۞......پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”......حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اُن کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب اُن پر تہمتیں ہیں۔ افسوس کہ اسلام بُت پرستی سے بہت دُور تھا لیکن آخر کار اسلام میں بھی بُت پرستی کے رنگ میں یہ عقیدہ پیدا ہو گیا کہ حضرت عیسیٰؑ کو ایسی خصوصیتیں دی گئیں جو دوسرے نبیوں میں نہیں پائی جاتیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس قسم کی بُت پرستی سے رہائی بخشے۔ **عیسیٰ کی موت میں اسلام کی زندگی ہے اور عیسیٰ کی زندگی میں اسلام کی موت ہے۔** خدا وہ دن لاوے کہ غافل مسلمانوں کی نظر اس راہ راست پڑے۔ آمین“۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21صفحہ406)

۞......”یہ عقیدہ حضرت عیسیٰ کو خدا بنانے کی پہلی اینٹ ہے کیونکہ ان کو ایک خصوصیت دی گئی ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ خدا جلد یہ داغ اسلام کے چہرہ سے دور کرے۔ آمین“۔(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21صفحہ292)

۞......”......عیسائیوں کے ہاتھ میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے واسطے ایک ہی ہتھیار ہے اور وہ یہی زندگی کا مسئلہ ہے......“۔

۞......”ایک اور غور طلب بات ہے کہ مسیح کی زندگی کے اعتقاد کا تو آپ لوگوں نے تجربہ کیا۔ اب ذرا اس کی موت کا بھی تجربہ کرو اور دیکھو کہ عیسائی مذہب پر اس اعتقاد سے کیا زد پڑتی ہے۔ جہاں کوئی میرا مرید عیسائیوں سے اس مضمون پر گفتگو کرنے کو کھڑا ہوتا ہے وہ فوراً انکار کر دیتے ہیں اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اس راہ سے ان کی ہلاکت قریب ہے۔ موت کے مسئلہ سے نہ اُن کا کفّارہ ثابت ہو سکتا ہے اور نہ ان کی الوہیت اور نہ ابنیّت۔ پس اس مسئلہ کا تھوڑے دنوں تک تجربہ کرو پھر خود حقیقت کھل جاوے گی۔...... اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کو اپنے وعدہ کے موافق غالب کرے۔ اس کے لئے بہرحال کوئی ذریعہ اور سبب ہوگا اور وہ یہی موتِ مسیح کا حربہ ہے۔ اس حربہ سے صلیبی مذہب پر موت وارد ہوگی اور ان کی کمریں ٹوٹ جاویں گی۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب عیسائی غلطیوں کو دور کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر کیا سبب ہو سکتا ہے کہ مسیح کی وفات ثابت کی جاوے۔ اپنے گھروں میں اس امر پر غور کریں اور تنہائی میں بستروں پر لیٹ کر سوچیں۔ مخالفت کی حالت میں تو جوش آتا ہے۔ سعید الفطرت آدمی پھر سوچ لیتا ہے۔ دہلی میں جب مَیں نے تقریر کی تھی تو سعید الفطرت انسانوں نے تسلیم کر لیا اور وہیں بول اٹھے کہ بے شک حضرت عیسیٰؑ کی پرستش کا ستون ان کی زندگی ہے جب تک یہ نہ ٹوٹے اسلام کے لئے دروازہ نہیں کھلتا بلکہ عیسائیت کو اس سے مدد ملتی ہے“۔

(لیکچر لدھیانہ۔روحانی خزائن جلد 20صفحہ 264-266)

۞......ایک اور جگہ حضور علیہ السلام اُمّت مسلمہ کے سرکردہ لوگوں کو اس آسمانی حربہ کی عظمت کے متعلق فرماتے ہیں:

”یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ بجز خدا تعالیٰ کے تمام انبیاء کے افعال اور صفات نظیر رکھتے ہیں تا کسی نبی کی کوئی خصوصیت منجر بہ شرک نہ ہو جائے۔ اب بتلاؤ کہ ایک طرف تو نصاریٰ حضرت مسیح کی اس قدر لمبی زندگی کو ان کی خدائی پر دلیل ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب دنیا میں بجز ان کے کوئی بھی زندہ نبی موجود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ایک مردہ سمجھتے ہیں مگر مسیح کو ایسا زندہ کہ خدا تعالیٰ کے پاس بیٹھا ہوا خیال کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ لوگ بھی حضرت عیسیٰ کو زندہ کہہ کر اور قرآن اور حدیث اور اجماع صحابہ کو خاک میں پھینک کر نصاریٰ سے ہاں میں ہاں ملا رہے ہو۔ اب سوچ لو کہ اس حالت میں اُمّت محمدیہ پر کیا اثر پڑے گا؟ تم نے تو اپنے منہ سے اپنے تئیں لاجواب کر دیا اور کچے عذر تو اور بھی مخالف کی بات کو قوت دیتے ہیں۔ غرض تمہارے لاجواب ہو جانے سے ہزاروں انسان مر گئے اور مسجدیں خالی ہو گئیں اور نصاریٰ کے گرجا بھر گئے۔ اے رحم کے لائق مولویو! کبھی تو مسجدوں کے حجروں سے نکل کر اس انقلاب پر نظر ڈالو جو اسلام پر آ گیا۔ خود غرضی کو دور کیجئے۔ برائے خدا ایک نظر دیکھئے کہ اسلام کی کیا حالت ہے۔ خدا نے جو مجھے بھیجا ہے اور یہ امور مجھے سکھلائے یہی آسمانی حربہ ہے جس کے بغیر باطل کا دفع کرنا ممکن ہی نہیں......“۔

(تحفۂ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17صفحہ95-96)

وفات مسیح کے مسئلہ میں ایک بنیادی بحث لفظ ”تَوَفّی“ کی تھی جس کے غلط ترجمے کی وجہ سے اُمّت ایک غلط عقیدہ میں پھنسی ہوئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن شریف، حدیث اور عربی ادب سے اس لفظ ”تَوَفّی“ کے حقیقی معنے دنیا کو بتائے جس کے نتیجہ میں مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا لیکن آپ تمام تر مخالفتوں کے باوجود تادم آخر اس لفظ کے حقیقی معنے سمجھاتے رہے اور بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ کی عملی تفسیر پیش کی۔

۞......حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا یہ استقلال دیکھ کر فرمایا:

”......اس زمانہ میں ہی دیکھ لو کہ ایک تَوَفّی کے امر کو پیش کرنے میں کس قدر دقّتیں پیش آ رہی ہیں اور کیا کیا منصوبے اور تجویزیں مخالف کی طرف سے آئے دن ہوتی رہتی ہیں اور وہ شخص جو مسیح موعود کے نام سے آیا ہے اور اس پیغام کو پہنچانا چاہتا ہے وہ بھی بالمقابل اُن کی تکلیفوں اور اذیّتوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ وہ تھکتا اور ماندہ نہیں ہوتا۔ اُس کا قدم آگے ہی آگے پڑتا اور اس مضمون کو پہنچانے میں کوئی سستی نہیں کرتا۔ کوئی ذکر ہو،

اندر ہو یا باہر ہو آخر اس کے کلام میں یہ بحث ضرور آجاتی ہے۔ پھر مخالفوں کی کوششیں اور ادھر اس کی مساعی جمیلہ۔ اس پر دعائیں کرتا ہے۔ غرض کیا ہے؟ اِنِّـی مُتَـوَفِّیْکَ (آل عمران :56) کے حقیقی معنے لوگوں کے ذہن نشین ہو جائیں ۔کیوں؟ اس موت سے خدا تعالیٰ کی زندگی ، رسول اللہ ﷺ کی حیات ،اسلام کی زندگی اور قرآن کریم کی زندگی ثابت ہوتی ہے اور یہ قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی خدمت ہے‘‘۔

(الحکم 24/اپریل 1904ء صفحہ 12)

❋......سورۃ الجمعہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزکّی اور معلم ہونے اور آپؑ کی دعا، عقد ہمّت اور توجہ تام کے متعلق فرماتے ہیں:

’’ایک بھائی نے مجھ سے پوچھا کہ وفات مسیح پر اس قدر زور کیوں دیا جاتا ہے؟ ثابت ہو گیا کہ وہ مر گیا اب اس کی کیا ضرورت ہے کہ بار بار اسی کا تذکرہ کیا جاوے؟ مَیں نے اس کو کہا کہ یہی وہ سرّ ہے جس سے یہ مسیح موعود بنایا گیا او رجو کسر صلیب کا تمغہ لیتا ہے۔ تم اور مَیں اور اَور اس قابل نہیں ہوئے۔ یہ ثبوت ہے اس کے خدا کی طرف سے ہونے اور اس کے کامیاب ہو جانے کا ۔مَیں سچ سچ کہتا ہوں اور ایمان سے کہتا ہوں کہ میری آنکھ نے وہ دیکھا جو بہت تھوڑوں نے ابھی دیکھا ہوگا۔ مَیں دیکھ چکا ہوں کہ کسر صلیب ہو چکی .... بہت عرصہ پہلے مجھے اس کی خوشبو آ رہی تھی ،اندر باہر جہاں کہیں ہو کوئی بھی مضمون ہو جس پر یہ بول رہا ہو مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ خواہ وہ وفات مسیح سے کتنا ہی غیر متعلق ہو مگر وفات مسیح کا ذکر ضرور ہی کرے گا۔ یہ عزم، یہ استقلال اور عقد ہمت مامور کے سوا کسی دوسرے کو نہیں ملتی ہے۔ اور یاد رکھو نہیں ملتی ہے۔ تم مامور من اللہ کو اس کے عقد ہمت اور توجہ تام سے بھی شناخت کر سکتے ہو۔ بے شک خدا تعالیٰ مضطر کی دعا سنتا ہے ۔ جب انسان مضطر ہو تو کیوں نہ سنے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ اپنی بیماری یا دوسرے بیماروں کو دیکھتا ہوں تو مَیں مضطر ہوتا ہوں اور میرا مولیٰ میری دعا سنتا ہے لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ صورت جاتی رہتی ہے تو پھر وہ حالت پیدا نہیں ہوتی۔ اس وقت مَیں اپنے نفس کو کہتا ہوں کہ تو مزکّی نہیں ہو سکتا۔ اس وقت مزکّی وہی ہو سکتا ہے جو ہر حالت میں مسیح کی وفات کو لے کر آتا ہے۔

ایک شخص نے عرض کی کہ مَیں قرآن پڑھایا کرتا ہوں مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ فرمایا قرآن شریف پڑھاتے ہو تو بس یہی کافی ہے کہ اِنِّـیْ مُتَـوَفِّیْکَ کے معنی اِنِّـیْ مُمِیْتُکَ پڑھا دیا کرو۔ اب غور کرو کہ کس قدر عقدِ ہمّت ہے، کیسی توجہ ہے۔ ساری نصیحتوں میں اسے یہی ایک نصیحت معلوم ہوئی ہے۔ مجھ سے اگر وہ شخص پوچھتا تو شاید سینکڑوں نصیحتیں کرتا اور وہ بظاہر ضروری بھی ہوتیں مگر نہ کرتا تو یہی نہ کرتا اور یہی سب سے اہم ہے۔ یا کسی اور سے پوچھتا تو وہ اپنی جگہ سوچ لے کہ کیا وہ یہی نصیحت کرتا جو اس مزکّی نے کی؟ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہ کرتا۔ یہ اسی کا کام ہے دوسرے کا ہو ہی نہیں سکتا اور یہی تو بتاتا ہے کہ یہ کسر صلیب کے لئے آیا ہے۔

یہ یقین رکھو کہ جب تک خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے اضطراب اور سچا اضطراب نہ ہو کچھ نہیں بنتا۔ مسیحؑ کی موت معمولی بات نہیں یہ وہ موت ہے جو عیسوی دین کی موت کا باعث ہے۔

اس قوم کو اگر کوئی جیت سکتا ہے تو اس کے لئے یہی ایک گُر ہے۔ اب غور کر کے دیکھ لو کہ اس کے لئے اس نے کس قدر دعائیں کی ہوں گی ،دل میں کس قدر جوش اٹھتے ہوں گے ۔ہم تو ان کو سمجھ بھی نہیں سکتے کہ ایک آدمی مر گیا ،بس مر گیا ، بات کیا ہے، مرا ہی کرتے ہیں۔ مگر نہیں اس کے حل سے سب کچھ حل ہے......‘‘۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 103-104۔ تفسیری نکات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ)

اس ضروری مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جوش کا تذکرہ کئی صحابہ نے اپنی روایات میں بھی کیا ہے۔

❋......حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغلؓ لاہور فرماتے ہیں:۔

’’ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ ہمارے مکان میں فروکش تھے ۔ایک موقعہ پر فرمانے لگے کہ اس خیال سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وفات مسیح کی کوئی نئی دلیل ملنے پر ازحد خوشی ہوتی ہے مَیں نے علیحدگی میں صرف اس مسئلہ پر چار گھنٹے تک غور کیا مگر مَیں گھبرا گیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی سال سے اس مسئلہ پر توجہ رکھنے سے نہیں گھبرائے۔

پھر آپؓ نے ایک اور واقعہ سنایا کہ طاعون کے دنوں میں حضور علیہ السلام نے ہم سب کو فرمایا کہ اندر آجاؤ۔ چنانچہ بہت سے خاندان حضور علیہ السلام کے مکان کے اندر چلے گئے اور بانس لگا کر اور کپڑے ڈال کر پردے کئے گئے ۔میرے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چارپائی کے درمیان چادر کا صرف ایک پردہ ہی تھا۔ ایک دفعہ پچھلی رات کو جب مَیں تہجد کی نماز اپنی چارپائی پر پڑھ رہا تھا (کیونکہ کوئی اور جگہ ہی نہ تھی) اس وقت حضرت اقدسؑ نے حضرت ام المومنینؓ کو جگا کر فرمایا کہ اس وقت مسیح کی وفات کا ایک نیا ثبوت ملا ہے اور تقریباً نصف گھنٹہ تک حضور نے اس کے متعلق تقریر فرمائی ۔ حضرت ام المومنینؓ ہاں ہاں کرتی رہیں۔ آخر حضرت ام المومنینؓ نے فرمایا کہ حضور ایک دفعہ سنا مر گئے، دو دفعہ سنا مر گئے آخر کوئی انتہا بھی ہے۔ فرمایا جب تک اس مسئلہ کو پیس نہیں لوں گا تب تک نہیں چھوڑوں گا کیونکہ اسلام کی اس مسئلہ کی وجہ سے بہت ہتک ہوئی ہے‘‘۔

(الفضل 23/دسمبر 1942ء صفحہ 3 کالم 1-2)

❋...... حضرت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحبؓ قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ بیان کرتے ہیں:

’’ایک دفعہ حضورؑ سیر کو تشریف لے جارہے تھے اور قصبہ سے نکلتے ہی وفات مسیح پر گفتگو شروع ہوگئی ۔ حضرت نواب صاحب کے باغ کے پاس......جا کر بیٹھ گئے اور اس موضوع پر تقریر جاری رہی ۔کسی نے کہا کہ حضور اب تو مسیح کی قوم بھی مسیح کی وفات مان گئی ہے، حضور اس قصہ کو جانے دیں۔ حضور نے فرمایا کہ ابھی وِس گھولتا ہے۔ جب تک اس کی سری نہ پھہی جائے (ابھی زہر باقی ہے جب تک اس کا سر نہ کچلا جائے۔ ناقل) اس وقت تک اس مسئلہ کی جان نہیں نکلتی‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 صفحہ 34-35)

❋......حضرت محمد علی صاحبؓ ولد حسین بخش صاحب شاہ عالمی دروازہ لاہور (بیعت 1901ء) فرماتے ہیں:

’’اکثر حضورؑ کی عادت تھی کہ کیسی بھی غیر متعلق بات ہو اس میں بھی وفات مسیح کا ذکر کر دیتے تھے۔ مَیں اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے ہر دفعہ وفات مسیح کو سن کر تھک بھی جایا کرتا تھا کہ ایک دفعہ جو مان لیا کہ مر گیا چلو فیصلہ ہوا۔ مگر بعد میں سمجھ آ گئی کہ آپ کا اصل کام ہی کسر صلیب تھا کیونکہ جس مذہب کا خدا مر جائے پھر وہ مذہب کہاں زندہ رہا‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 صفحہ 157)

❋......حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ (وفات 15/دسمبر 1963ء) حضور علیہ السلام کی اشاعت عقائد حقہ کے لئے جوش کے متعلق فرماتے ہیں:

’’......آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابی کالنجوم کی شان والے صحابہ کے وقت جو صداقتیں نمایاں ہونے کے بعد پھر فیج اعوج کے مکدر اور تاریک زمانہ میں مخفی اور مستور ہو گئیں انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس زمانہ میں پھر نمایاں اور روشن کر دیا اور آپ کی جدوجہد اور کوشش جو حضور اقدس نے تبلیغ رسالت اور اظہار صداقت کے لئے دکھائی اس کی نظیر نہیں پائی جاتی ۔ باوجود علالت طبع اور دو زرد چادروں سے ملبوس ہونے کے جو از روئے تعبیر دو بیماریاں تھیں اور آخیر عمر تک آپ کو لاحق رہیں، پھر بھی عقائد صحیحہ اور اصل تعلیم اسلام کی اشاعت میں وہ کمال دکھایا کہ ایک دنیا کو باوجود سخت ترین مخالفتوں کے پیش کردہ صداقتوں کا قائل کر کے چھوڑا اور استقامت و استقلال کی یہ شان تھی کہ مسیح اسرائیلی کی وفات کا مسئلہ جب بیان کرنا شروع کیا تو پھر آخر عمر تک شاید ہی کوئی ایسا دن ہو جس میں تقریر اور تحریر فرماتے ہوئے حضرت مسیحؑ کی وفات کے مسئلہ کو نئے سے نئے پیرایہ میں ذکر نہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت مولانا و مکرمنا وسیدنا مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول بارہا اس امر کا ذکر فرماتے تھے کہ خدا کے ماموروں اور مرسلوں کے سوا ایسا استقلال کسی دوسرے سے ناممکن ہے ۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر ہم حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق کچھ تقریر یا تحریر کرنا چاہتے تو چند ایک بار ذکر کر کے پھر ایسے ذکر کو قابل التفات نہ سمجھتے اور خیال کر لیتے کہ چند بار کی تکرار کافی ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ استقلال کتنا بے نظیر ہے کہ ہر روز کسی نہ کسی موقع پر عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ضرور ہی فرما دیتے ہیں۔ شاید ہی کوئی کتاب اور تحریر ایسی ہو جس میں مسیح علیہ السلام کی وفات کا ذکر نہ فرمایا ہو اور پھر تا روز وفات اس سلسلہ کو برابر جاری رکھا ۔ یہ استقلال بجز ماموروں اور مرسلوں کے دوسرا نہیں دکھا سکتا۔

اس سلسلہ میں مجھے یاد ہے کہ ایک ڈاکٹر صاحب تھے انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر اپنی ہر کتاب اور ہر تحریر میں کرتے ہیں ۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ بار بار وفات مسیح کا ذکر شاید بھول جانے سے کرتے ہیں، آپ کو یاد نہیں رہتا اس لئے پھر ذکر کر دیتے ہیں اور مجھے کہا کہ مَیں اس تکرار کے متعلق حضور سے ضرور دریافت کروں۔ ایک دن جب بعد نماز ظہر کسی مہمان نو وارد کی خاطر آپ بیٹھ گئے اور سلسلہ کلام شروع ہو گیا۔ وہ ڈاکٹر صاحب بھی تیار کھڑے تھے۔ ابھی بولے نہ تھے کہ حضور خود ہی فرمانے لگے بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال بھی پیدا ہوتا ہے کہ ہم وفات مسیح کا ذکر جو بار بار کتابوں میں لکھتے ہیں شاید بھول جاتے ہیں لیکن ہم اپنے بھولنے کی وجہ سے نہیں لکھتے بلکہ بار بار لکھنا اس لئے ہوتا ہے کہ کہیں وہ نہ بھول گئے ہوں ۔یعنی یہ مسئلہ وفات مسیح کا اپنے اندر اتنی بڑی اہمیت رکھتا ہے اور موجودہ زمانہ میں اس کا یاد رکھنا اتنا ضروری ہے کہ اسے بار بار بیان کیا جائے اور اسے بار بار تحریروں میں لایا جائے۔ جب ڈاکٹر صاحب نے حضرت اقدس کی زبان مبارک سے اپنے سوال کا جواب دریافت کرنے کے بغیر ہی سن لیا تو عرض کیا کہ حضور مَیں ابھی ابھی اس سوال کے متعلق دریافت کرنے والا تھا کہ حضور نے خود ہی ذکر فرما دیا جو میرے لئے ایک اعجازی بیان ہے کہ سوال کرنے سے پہلے ہی مافی الضمیر کا جواب مل گیا۔

اسی طرح ایک مولوی صاحب نے آ کر بیعت کی اور عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی نصیحت فرمائیں تا اس کے مطابق مَیں اسلام کی خدمت کر سکوں اور وہ خدمت میرے لئے باعث سعادت ہو۔ حضور نے فرمایا آپ کیا کام کرتے ہیں ۔عرض کیا لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتا ہوں اور ترجمہ بھی قرآن کا پڑھاتا ہوں۔ فرمایا آپ جب ترجمہ پڑھائیں تو آیت یَـا عِیْسٰـی اِنِّـیْ مُتَوَفِّیْکَ کا ترجمہ پڑھانے کے وقت مُتَـوَفِّی کا ترجمہ وفات دینے والا پڑھایا کریں ۔ اِس وقت آپ کا ایسا کرنا آپ کی بڑی خدمت اسلام ہے۔

اسی طرح مَیں نے غالباً 1903ء میں ایک عربی قصیدہ لکھ کر دربار شام کے وقت حضور اقدس کی خدمت میں سنایا......اس قصیدہ میں ایک شعر علماء سوء کو مخاطب کرتے ہوئے یہ تھا ؎

أَتُـؤَیِّـدُوْنَ بِـحُـمْـقِـكُـمْ دَجَّـالَـكُـمْ
بِـحَـیَـاتِ عِـیْسٰـی سَـیِّـدُ الْاَمْـوَاتِ

حضور اقدس نے اس شعر کو سن کر بہت ہی اظہار مسرت فرمایا اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا یہ بہت عمدہ شعر ہے اسے پھر دوبارہ پڑھو۔ چنانچہ حضور کے ارشاد پر اس شعر کو دوبارہ پڑھ کر سنایا گیا۔ اس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ اے علماء مخالفین کیا تم اپنی حماقت سے اپنے دجال کی تائید کر رہے ہو عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہونے سے ہاں وہ عیسیٰ جو اس وقت مُردوں کے سردار ہیں نہ کہ زندوں کے۔

غرض ہر وقت حضرت اقدسؑ کی توجہ کا سارا زور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے مسئلہ کی طرف مبذول تھا اور اس کی وجہ اوپر بتائی جا چکی ہے کہ حیات مسیح کے غلط عقیدہ سے بہت سے مفاسد رونما ہو چکے تھے‘‘۔

(الفضل 5/دسمبر 1941ء صفحہ 12-13)

❋......حضرت چوہدری غلام محمد صاحب گوندلؓ چک 99 شمالی سرگودھا بیان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے:

’’اللہ تعالیٰ نے مجھے دو موتوں کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ ایک مسیح ناصری کی موت اور دوسری شیطان کی موت ۔ مسیح ناصری جس کو مجھ سے پہلے لوگوں نے زندہ آسمان پر بٹھا رکھا تھا مَیں نے بذریعہ قرآن مار دیا ہے۔ اب شیطان کو مارنا آپ لوگوں کا کام ہے‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 صفحہ 73-74)

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آئے دن مغرب کے کسی نہ کسی ملک میں اسلام اور آنحضرت ﷺ کے خلاف مختلف طریقوں سے غلط پروپیگنڈا کر کے آپؐ کے مقام کو گرانے کی کوشش کی جاتی ہے

ہالینڈ کے ایک ممبر پارلیمنٹ کی طرف سے آنحضرت ﷺ اور اسلامی تعلیم اور قرآن کریم کے بارے میں انتہائی بیہودہ اور ظالمانہ الفاظ کے استعمال پر اس کی پُرزور مذمّت

اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسولؐ کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے

احمدیوں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے اوپر اسلام کی تعلیم لاگو کرتے ہوئے اس رءوف ورحیم نبی ﷺ کی زندگی کے ہر حسین لمحے کی تصویر ان لوگوں تک پہنچائیں اور بتائیں کہ اس محسن انسانیت اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نبیؐ کی ذات پر حملے بند کرو۔

دنیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پر ظالمانہ حملے کر کے عذاب کو دعوت دے رہی ھے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 23رفروری 2007ء بمطابق 23 تبلیغ 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔

(سورۃ التوبہ آیت نمبر128)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی ہستی کو اپنی صفات سے ہم پر ظاہر فرماتا ہے اور مومن بندوں کو بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا رنگ پکڑو، میرے رنگ میں رنگین ہو۔ میری صفات اختیار کرو، تبھی تم میرے حقیقی بندے کہلا سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی اعلیٰ ترین مثال کوئی شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے علاوہ کسی اور فرد میں نہیں پائی جا سکتی۔ کیونکہ آپؐ ہی اللہ تعالیٰ کے وہ پیارے ہیں جس کے نور سے ایک دنیا نے فیض پایا، فیض پا رہی ہے اور انشاء اللہ فیض پاتی چلی جائے گی تا کہ اپنے پیدا کرنے والے کی پہچان کر سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں۔

''وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا...... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا''۔ وہ قیامت کیا تھی۔ مُردوں کو زندہ کرنے والی تھی۔ ''وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے ہمارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو.......... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ''۔

(اتمام الحجۃ علی الذی لجّ وزاغ عن المحجّۃ۔ روحانی خزائن جلد 8صفحہ308)

پس یہ ہیں ہمارے نبی ﷺ جنہوں نے خدا تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو کر اللہ تعالیٰ کی صفات کا حقیقی پرتو بن کر دکھایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

''اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی محبت میں اس کی جان گداز ہوئی''۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22صفحہ119)

پس آپ کی خدا تعالیٰ سے یہ انتہائی درجہ کی محبت تھی جس کی وجہ سے آپ نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے بھی محبت کی مخلوق کی تکلیف آپ کو گوارا نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ جب اپنی مخلوق سے اپنی صفات رحمانیت اور رحیمیت کے تحت سلوک فرماتا ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ وہ ذات جس کا اوڑھنا بچھونا، جس کی ہر حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا تھی، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے وہی سلوک روا نہ رکھتی جو خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے کرتا ہے۔ آپ کے اندر خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے جو رحیمیت، رحمانیت کے جذبات تھے، اس جذبے کے تحت جو محبت موجزن تھی، اس کی شدّت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اُسے ان الفاظ میں محفوظ فرما لیا جس کی مَیں نے تلاوت کی ہے، جس کا ترجمہ ہے کہ یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے، اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو اور وہ تم پر بھلائی چاہتے ہوئے حریص رہتا ہے، مومنوں کے لئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس یہ ہے ہمارے پیارے نبی ﷺ کا اُسوہ اور آپؐ کے بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے جذبات۔ وہ پیارا رسول ﷺ انتہائی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے جب تم تکلیف اٹھاتے ہو یا اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی نہ کر کے اٹھاؤ گے۔ اس آیت میں کافروں اور مومنوں دونوں کے لئے جذبات کا اظہار ہے۔ آپؐ کی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے کہ کیا کیا تکلیفیں تھیں جو دشمن نے آپ کو نہ دیں، آپؐ کے ماننے والوں کو نہ دیں۔ عورتوں کو اونٹوں سے باندھ کر، ان کی ٹانگیں باندھ کر ان کو چیرا گیا۔ خود آپؐ کو انتہائی تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ اڑھائی سال تک آپ کے ماننے والوں کے ساتھ ایک گھاٹی میں محصور رکھا گیا لیکن آپ پھر بھی ان لوگوں کی بھلائی کی خواہش کرتے تھے۔ دعا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے، انہیں سیدھے راستے پر چلائے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکیں۔ اپنا دفاع کیا تو صرف اس حد تک کہ وہ دفاع سے آگے نہ بڑھے، بدلہ یا دشمنی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس کا تو شائبہ تک بھی آپ کے دل میں نہیں تھا۔ اور ان کو بچانے کے لئے اس حد تک بے چین تھے کہ اپنی جان ہلکان کر رہے تھے جیسا کہ قرآن کریم نے ذکر کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو کہا کہ ان کافروں کو، مشرکین کو، اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا لینے والے

خیالات رکھنے والوں کو، خبردار کرکہ اگر تم لوگ باز نہ آئے تو ایک عذاب تمہارے لئے منہ کھولے کھڑا ہے۔ تم لوگ اس کی پکڑ کے نیچے آنے والے ہو۔ تو اِس رحمۃ للعالمین کی حالت انتہائی کرب اور تکلیف کی حالت ہو جاتی ہے، بے چین ہو ہو کر ان کے سیدھے راستے پر آنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور دعائیں کرتے ہیں اور ان کو پیغام حق پہنچاتے ہیں۔ لوگوں کو بتاتے ہیں کہ کیوں اپنی دنیا وآخرت خراب کرنے کے درپے ہو؟ کیوں اپنے آپ کو جہنم کی آگ میں جھونک رہے ہو؟ اس حد تک حالت پہنچ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا (الکھف :7) پس اگر وہ اس عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو کیا تُو اُن کے غم میں شدت افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟ پس یہ سراسر رحمت کے جذبات لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لئے تھے اس فکر میں تھے جس نے آپ کی یہ حالت کردی تھی کہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال رہے تھے۔ آج کوئی بتائے کہ کیا کبھی کسی کے حقیقی باپ کو بھی اپنے بچوں کی دنیا و عاقبت سنوارنے کے لئے اتنی فکر ہوتی ہے جتنی آپ کو ان لوگوں کے لئے تھی جن سے آپ کا رشتہ صرف یہ تھا کہ وہ آپ کے پیارے خدا کی مخلوق ہیں۔ اور اللہ کا اپنی مخلوق سے جو تعلق ہے اور ان کو شیطان کے پنجے سے بچانے کے لئے جو اس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے، اس کا حق ادا کرنے والے بن سکیں۔ صرف یہ آپؐ کی غرض تھی۔

اور پھر مومنوں کے لئے بھی آپ کتنے حریص رہتے ہیں اس کا اظہار بھی اس آیت میں ہے۔ ایمان لانے والوں کو دیکھ کر آپ کو بڑی خوشی ہوتی تھی اور ان کو مختلف طریقوں سے اللہ تعالیٰ کا پیار اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے آپ رہنمائی فرمایا کرتے تھے۔ ہروقت یہ فکر تھی کہ میرے ماننے والے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر میں لپٹے رہیں۔ حدیث میں سے ایک دو مثالیں دیتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، آپ مجھے کوئی دعا سکھائیں جو میں نماز میں کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا تو کہہ اے اللہ! یقیناً مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو بخشنے والا نہیں ہے۔ تُو اپنی جناب سے میری مغفرت فرما اور مجھے رحمت سے نواز۔ یقیناً تو ہی غفور اور رحیم ہے۔

(بخاری کتاب الاذان باب الدعاء قبل السلام۔حدیث نمبر 834)

پھر ایک اور روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرشتے تم میں سے اس شخص کے لئے جو نماز والی اپنی اس جگہ پر رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہو، بشرطیکہ وہ کوئی ناگوار بات نہ کرے، یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ اس پر رحم فرما۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الحدث فی المسجد۔حدیث نمبر 445)

تو یہ بھی ترغیب دلانے کے لئے ہے کہ نمازوں کی طرف آؤ، اللہ کی بخشش اور رحمت طلب کرو۔ اللہ کے پیار کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے والے بنو۔

پھر مومنوں کے لئے رحمت بننے کے لئے آپ کے حریص ہونے کی انتہا دیکھیں۔ ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! جس مومن کو مَیں نے سخت الفاظ کہے ہوں تو تُو اس بات کو قیامت کے دن اس شخص کے لئے اپنے قریب ہونے کا ایک ذریعہ بنا دے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب قول النبی ﷺ من آذیتہ فاجعلہ لہ زکاۃ ورحمۃ۔ حدیث نمبر6361)

یعنی میری سختی بھی اس کے لئے رحمت بن جائے۔ تو اس حد تک آپ رؤف اور رحیم تھے کہ کہیں غلطی سے بھی یا ارادۃً بھی اگر کسی وجہ سے کسی کو کچھ کہہ دیا ہے تو اس کی بھی سزا نہ ہو بلکہ وہ رحمت کا ذریعہ بن جائے۔ پس یہ ہیں ہمارے نبی ﷺ، جو رؤف اور رحیم ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے رؤف اور رحیم کا نام دیا ہے جو اپنوں کے معیار بلند کرنے کے لئے بھی بے قرار ہیں اور غیروں کو بھی عذاب سے بچانے کے لئے بے قرار ہیں۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:"جذب اور عقد ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آ جاتا ہے، اور ظل اللہ بنتا ہے اور پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ میں کُل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپؐ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ اس پر سخت گراں ہے اور اسے ہروقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں"۔

(الحکم جلد 6 نمبر 26 صفحہ 6 مورخہ 2/ جولائی 1902ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: "تعلیم قرآنی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ نیکوں اور ابرار اخیار سے محبت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ یعنی اے کافرو! یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پاؤ"۔ (نورالقرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 433)

پس جیسا کہ ہم دیکھ آئے ہیں کہ آپ کی خواہش کافروں کو بھی ان بلاؤں سے نجات دلانے کے لئے اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ اُن کے ایمان نہ لانے پر آپؐ نے اُن کی ہمدردی میں اپنی جان کو ہلکان کیا ہوا تھا۔ پس یہ ہے وہ انسان کامل جس کی ہمیں کہیں اور مثال نہیں ملتی۔

آج آئے دن مغرب کے کسی نہ کسی ملک میں اسلام اور آنحضرت ﷺ کے خلاف مختلف طریقوں سے غلط پروپیگنڈا کر کے آپؐ کے مقام کو گرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گزشتہ دنوں ہالینڈ کے ایک ممبر پارلیمنٹ نے ایک ہرزہ سرائی کی جس میں آنحضرت ﷺ اور اسلامی تعلیم اور قرآن کریم کے بارے میں انتہائی بیہودہ اور ظالمانہ الفاظ کا استعمال کیا۔ جہاں بھی اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے متعلق اس قسم کی بیہودہ گوئی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں، اس ملک میں، جماعت احمدیہ جواب دیتی ہے۔ ہالینڈ والوں کو بھی مَیں نے کہا تھا کہ اخباروں میں بھی لکھیں اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کا تصور ان کے ذہنوں میں پیدا کریں تا کہ عوام کے ذہنوں سے اس اثر کو زائل کیا جائے۔ دراصل اسلام ہی ہے جو اس زمانے میں مذہب اور خدا کا عقلی اور حقیقی تصور پیش کرتا ہے۔ اس طرح اگر تو یہ لوگ جو اسلام اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں اس قسم کی لغو اور بیہودہ باتیں لاعلمی یا کم علمی کی وجہ سے کرتے ہیں تو ان کو بتائیں کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کیا ہے اور آنحضرت ﷺ کا اُسوہ زندگی کے ہر شعبے میں کیا ہے۔ مخلوق خدا سے ہمدردی کس طرح آپ کے پاک دل میں بھری ہوئی ہے تا کہ ان کے ذہن صاف ہوں۔ لیکن اگر ان کے دل صرف بغض اور کینے سے بھرے ہوئے ہیں اور کچھ سننے کے لئے تیار نہیں تو پھر اتمام حجت ہو جائے گا۔ بہرحال آج یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو ہر احمدی نے انجام دینا ہے۔

ہالینڈ کے ممبر آف پارلیمنٹ جس کا مَیں نے ذکر کیا، اس کا جہاں تک تعلق ہے، لگتا ہے اس کے دل میں تو اسلام اور آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم اور مسلمانوں کے لئے بغض اور کینہ انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ جس کا اظہار اس نے گزشتہ دنوں ایک انٹرویو میں کیا تھا۔ ان صاحب کا نام ہے خیرت ولڈرز (Geert Wilders)۔ کیتھولک گھر میں یہ پیدا ہوا لیکن رپورٹ کے مطابق مذہب سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔ ان لوگوں کو بھی جب اپنے مذہب میں سکون نہیں ملتا اور سمجھ نہیں آتی۔ خدا تک تو پہنچ نہیں سکتے تو پھر اسلام کو بھی برا بھلا کہنے لگ جاتے ہیں، اس پر الزام تراشی شروع ہو جاتی ہے۔ بہرحال یہ صاحب کافی پرانے اسلامی تعلیم پر اعتراض کرنے والے ہیں۔ برقع کے خلاف بھی جو سب سے پہلے ہالینڈ میں مسئلہ اٹھا تھا، یہی اس میں پیش پیش تھا۔ بظاہر مذہب سے لاتعلق ہے لیکن اسلام کے خلاف بغض کی وجہ سے عیسائیت اور یہودیت کو بقول اس کے اسلام سے بہتر سمجھتا ہے۔ سمجھے، لیکن اگر عقل رکھتا ہے تو اس زمانے میں جب مغربی ممالک کو تہذیب یافتہ ہونے کا دعویٰ ہے اور یہ صاحب اپنے آپ کو پڑھا لکھا بھی کہتے ہیں، ممبر آف پارلیمنٹ بھی ہے، تو پھر دوسرے مذاہب کے بارے میں بیہودہ گوئی کرنے کا ان لوگوں کو حق نہیں پہنچتا۔ چند افراد کے ذاتی فعل سے اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ قرآن اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں ایسی باتیں کرے کہ کوئی بھی عقلمند اور پڑھا لکھا انسان نہیں کرسکتا۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کے بارے میں کہتا ہے کہ اگر وہ آج ہالینڈ میں ہوتے تو نعوذ باللہ دہشت گرد قرار دے کر ملک سے نکالتا۔ تم نے کیا نکالنا ہے، تم تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ زمانہ دیکھنے والے ہو جب محمد رسول اللہ ﷺ کے نام لیواؤں کی اکثریت ہر جگہ دیکھو گے۔ آنحضرت ﷺ کے دعویٰ سے لے کر آج تک کیا کیا کوششیں ہیں جو آپ کے مخالفین نے نہیں کیں۔ کیا وہ کامیاب ہو گئے؟ آج دنیا میں ہر جگہ، ہر ملک میں، چاہے وہاں مسلمانوں کی تعداد تھوڑی ہے یا زیادہ ہے روزانہ پانچ وقت بلند آواز سے اگر کسی نبی کا نام پکارا جاتا ہے تو وہ اس رحمۃ للعالمین کا نام ہے۔ جس کا دل باوجود ان مخالفتوں اور مخالفین کی گھٹیا حرکتوں کے انسانیت کا حق ادا کرنے کے ناطے ہروقت ہر ایک کے لئے ہمدردی کے جذبات سے پُر تھا۔

پھر کہتا ہے کہ قرآن کے احکامات ایسے ہیں کہ نعوذ باللہ آدھا قرآن پھاڑ کر علیحدہ کر دینا چاہئے۔ ان صاحب سے کوئی پوچھے کہ تم عملاً تو لامذہب ہو لیکن جن مذاہب کو اسلام سے بہتر سمجھتے ہو، ان کی تعلیم کا قرآن کریم کی تعلیم سے موازنہ تو عقل کی آنکھ سے کر کے دیکھو۔ تعصب سے پاک نظر کر کے پھر قرآن کا مطالعہ کرو اور پھر سمجھ نہ آئے تو ہم سے سمجھو کہ جہلاء کو اس پاک کلام کی سمجھ نہیں آ سکتی۔ قرآن کریم کا تو دعویٰ ہے کہ پہلے اپنے دلوں اور اپنے دماغوں کو پاک کرو تو پھر اس پاک تعلیم کی سمجھ آئے گی ورنہ تمہارے جیسے جہلاء تو پہلے بھی بہت گزر چکے ہیں جو اعتراض کرتے چلے گئے۔ وہ بھی ابوالحکم کہلاتا تھا جس کا نام قرآن نہ سمجھنے کی وجہ سے ابوجہل پڑا۔ اور وہ غریب مزدور، وہ غلام جو دنیا کی نظر میں عقل اور فراست سے عاری تھے

اس قرآن کو سمجھنے کی وجہ سے علم وعرفان پھیلانے والے بن گئے۔ پس ہم تمہیں اتمام حجت کے لئے اس رؤف اور رحیم نبی کے حوالے سے توجہ دلاتے ہیں کہ وہ تم جیسے لوگوں کو بھی آگ کے عذاب سے بچانے کے لئے بے چین رہتا تھا۔ اس کی باتوں کو غور اور تدبّر سے پڑھو اور دیکھو، پرکھو، سمجھو اور سمجھ نہ آئے تو ہم سے پوچھو اور اپنے آپ کو اُس دردناک عذاب سے بچاؤ جو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے تیار کیا ہوا ہے۔ جو حد سے بڑھنے والوں کے لئے مقدر ہے۔ اللہ کرے کہ اس قسم کی باتیں کرنے والے، یہ لوگ عقل کے ناخن لینے والے ہوں اور سمجھنے والے ہوں۔

لیکن یہ احمدیوں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس رؤف ورحیم نبی کی زندگی کے ہر حسین لمحے کی تصویر ان لوگوں تک پہنچائیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ، جسے اللہ تعالیٰ نے رؤف ورحیم قرار دیا تھا، انہوں نے دہشت گردی کی تعلیم دی ہے۔ ان کو بتائیں کہ اسلام کی جنگوں میں عورتوں، بچوں، بوڑھوں کے ساتھ کیا نرمی اور احسان اور رحم کے سلوک کی اسلام کی تعلیم ہے۔ جنگی قیدیوں کے ساتھ کیا رحم کی تعلیم ہے۔ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر قیدیوں کے لئے رحم کے جذبات تھے۔ وہ قیدی جو جنگی قیدی تھے، جو جنگ میں اس غرض سے شریک تھے کہ مسلمانوں کا قتل کریں ان سے شفقت اور رحم کا سلوک ہے کہ آپ بھوکے رہ کر یا روکھی سوکھی کھا کر ان کو اچھا کھلایا جا رہا ہے۔ آج اس سراپا رأفت اور رحم پر یہ الزام لگانے والے یہ بتائیں کہ جاپان کے دو شہروں پر ایٹم بم گرا کر جو وہاں کی تمام آبادی کو جلا کر بھسم کر دیا تھا، بچے بوڑھے، عورتیں، مریض، سب کے سب چشم زدن میں راکھ کا ڈھیر ہو گئے تھے بلکہ اِرد گرد کے علاقوں میں بسنے والے بھی اس کی وجہ سے سالوں بلکہ اب تک بہت ساری خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہیں، نئے پیدا ہونے والے بچے اپاہج پیدا ہو رہے ہیں۔ کیا یہ ہیں اعلیٰ اخلاق؟ جن کے انجام دینے والوں کو یہ لوگ امن پسند اور امن قائم کرنے والا کہتے ہیں۔ عراق میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو یہ لوگ کیا نام دیتے ہیں۔ تم لوگ یاد رکھو کہ ان تمام زیادتیوں کے باوجود اسلام کا خدا جس نے اپنے پیارے نبی، جو ہر ایک کے لئے رؤف ورحیم تھے، پر جو تعلیم اتاری ہے، جو قرآن کریم کی شکل میں ہمارے سامنے ہے، وہ اتنی خوبصورت تعلیم ہے کہ اگر وہ سمجھنے والے ہوں تو سمجھ جائیں۔

ایک آیت کا مَیں ذکر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے گناہگاروں کو بھی بخشنے کے سامان فرمائے ہوئے ہیں۔ فرماتا ہے۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُوْلٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ۔ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (الفرقان:71) سوائے اس کے جو توبہ کرے اور ایمان لائے، نیک عمل بجا لائے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جن کی بدیوں کو اللہ تعالیٰ خوبیوں میں بدل دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس اس ارشاد کی روشنی میں ان لوگوں کو اپنے آپ کو دیکھنا چاہئے۔ مسلمانوں کی دلآزاری کرنے کی بجائے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔ خود ان میں کتنی نیکیاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی ہتک کرنے کی بجائے اپنے اندر جھانکنا چاہئے۔ آج مغرب میں جو بے شمار برائیاں پھیلی ہوئی ہیں وہ اپنے گریبان میں نہ جھانکنے کی وجہ سے ہیں۔ تمہارے گھروں کے چین اور سکون جو برباد ہوئے ہوئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ نہ کرنے کی وجہ سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ اب بھی اپنے خدا کو پہچان لو اور اس کے پیاروں کے بارے میں بیہودہ گوئیوں سے باز آ جاؤ اور رحیم خدا کو پکارو کہ وہ بخش دے۔

احمدیوں سے مَیں پھر یہ کہتا ہوں کہ اپنے اوپر اسلام کی تعلیم لاگو کرتے ہوئے ان عقل کے اندھوں یا کم از کم ان لوگوں کو جو ان کے زیر اثر آ رہے ہیں اور خدا کے پیاروں سے ہنسی ٹھٹھے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، ان کو سمجھائیں کہ اگر تم لوگ باز نہ آئے تو نہ تمہاری بقا ہے اور نہ تمہارے ملکوں کی بقا ہے۔ کوئی اس کی ضمانت نہیں۔ پس اگر اپنی بقا چاہتے ہو تو اس محسن انسانیت اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ کی ذات پر حملے بند کرو، اس سے تعلق پیدا کرو۔ اگر تعلق نہیں بھی رکھنا تو کم از کم شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ خاموش رہو۔

جنگوں کے علاوہ موسمی تغیرات کی وجہ سے بھی آجکل دنیا تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ہالینڈ تو وہ ملک ہے جس میں اس لحاظ سے بھی شرک بڑھا ہوا ہے کہ یہاں کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ باقی دنیا کو تو خدا نے بنایا ہے لیکن ہالینڈ کو ہم نے بنایا ہے۔ سمندر سے کچھ زمین نکال لینے کی وجہ سے ان کے دماغ الٹ گئے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ ملک کا اکثر حصہ سطح سمندر سے نیچے ہے۔ جب طوفان آتے ہیں، جب آفات آتی ہیں، اللہ تعالیٰ کے عذاب آتے ہیں تو پھر وہ پہاڑوں کو بھی غرق کر دیتے ہیں۔ پس ان لوگوں کو بھی اور دنیا میں ہر جگہ انسانیت کو اس حوالے سے خدا کے قریب لانے کے لئے احمدی کی ذمہ داری ہے۔ اپنی ذمہ داری کو بھی سمجھیں اور خود بھی اس نبی ﷺ کے اسوہ پر چلتے ہوئے رحم کے جذبے کے تحت انسانیت کو بچانے کی فکر کریں۔ دنیا کو ایک خدا کی پہچان کروائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ توبہ کرنے والے، ایمان لانے والے اور پھر ایمان پر قائم رہتے ہوئے صالح عمل کرنے والے ہی ہیں جن کی بخشش ہو سکتی ہے۔

پس یہ پیغام عام کر دیں ورنہ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پر ظالمانہ حملے کر کے عذاب کو دعوت دے رہی ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارضی وسماوی آفات کی خبر اپنی صداقت کے طور پر بھی دی ہے۔ اس لئے بڑے خوف کا مقام ہے اور دنیا کو بڑی شدت سے متنبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ آنحضرت ﷺ کا مقام ان پر واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ اس نور کو دکھانے کی ضرورت ہے جس نے اُجڈ اور جاہل عرب کو اس زمانے میں مہذب ترین اور باخدا بنا دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''دنیا میں ایک رسول آیا تا کہ ان بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرا، وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا اور نہ اس رسول کو جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے بااخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا۔ اور پھر بااخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسول، ہاں وہی آفتاب صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مُردے شرک اور دہریت اور فسق اور فجور کے جی اٹھے اور عملی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا۔ نہ یسوع کی طرح صرف لاف وگزاف۔ جس نے مکّہ میں ظہور فرما کر شرک اور انسان پرستی کی بہت سی تاریکی کو مٹایا۔ ہاں دنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پا کر فی الواقعہ وہ روشنی عطا کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا۔ اس کے پہلے دنیا کیا تھی اور اس کے آنے کے بعد کیا ہوئی؟ یہ ایسا سوال نہیں ہے جس کے جواب میں کچھ دقّت ہو۔ اگر ہم بے ایمانی کی راہ اختیار نہ کریں تو ہمارا کانشنس ضرور اس بات کے منوانے کے لئے ہمارا دامن پکڑے گا کہ اس جنابؐ عالی سے پہلے خدا کی عظمت کو ہر ایک ملک کے لوگ بھول گئے تھے اور اس سچے معبود کی عظمت اوتاروں اور پتھروں اور ستاروں اور درختوں اور حیوانوں اور فانی انسانوں کو دی گئی تھی اور ذلیل مخلوق کو اس ذوالجلال و قدوس کی جلد پر بٹھایا تھا۔ یہ ایک سچا فیصلہ ہے کہ اگر یہ انسان اور حیوان اور درخت اور ستارے درحقیقت خدا ہی تھے جن میں سے ایک یسوع بھی تھا تو پھر اس رسول کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر یہ چیزیں خدا نہیں تھیں تو وہ دعویٰ ایک عظیم الشان روشنی اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے پہاڑ پر کیا تھا۔ وہ کیا دعویٰ تھا وہ یہی تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے دنیا کو شرک کی سخت تاریکی میں پا کر اس تاریکی کو مٹانے کے لئے مجھے بھیج دیا۔ یہ صرف دعویٰ نہ تھا بلکہ اس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعوے کو پورا کر کے دکھلا دیا اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔ ...... اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔ لیکن اب مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسولؐ شناخت کیا جائے۔ چاہو تو میری بات لکھ رکھو کہ اب کے بعد وہ مردہ پرستی روز بروز کم ہو گی یہاں تک کہ نابود ہو جائے گی۔ کیا انسان خدا کا مقابلہ کرے گا؟۔ کیا ناچیز قطرہ خدا کے ارادوں کو رد کر دے گا؟۔ کیا فانی آدم زاد کے منصوبے الٰہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے؟ اے سننے والو سنو۔ اور اے سوچنے والو سوچو۔ اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہو گا اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ9)

پس یہ پیغام، پیغام توحید ہے جو آج ہم نے ان سب تک پہنچانا ہے جو عقل اور شرافت رکھتے ہیں۔ جن کے لئے ہمیں اب پہلے سے بڑھ کر کمر ہمت کسنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ منصوبے ہیں جو حرکت میں آ چکے ہیں اور ہم ہر روز اس کے نظارے دیکھتے ہیں، دیکھ رہے ہیں۔ ہماری تو یہ حقیر سی کوشش ہو گی جو ہمیں ثواب کا مستحق بنائے گی۔

آخر میں پھر مَیں ان بڑبولوں تک جو آنحضرت ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ پہنچانا چاہتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

’’مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریمؐ کی عزّت کے لئے جان دیتے ہیں اور وہ اس بے عزتی سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور ان کے دوست بن جائیں جن کا کام دن رات یہ ہے کہ وہ ان کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے اس کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ آپ یاد رکھیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بھی خیر خواہ نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ اُن کی راہ میں کانٹے بوتے ہیں۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابانوں کے درندوں سے صلح کرلیں تو یہ ممکن ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کرسکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گالی اور بدزبانی میں ہی فتح ہے۔ مگر ہر ایک فتح آسمان سے آتی ہے۔

(مضمون جلسہ لاہور منسلکہ چشمۂ معرفت صفحہ14)

انشاء اللہ وہ فتح تو آنی ہے۔ ہر احمدی یہ پیغام ایسے لوگوں تک بھی اور ملک کی دوسری آبادی تک بھی پہنچادے کہ یہ لوگ جو اس قسم کی باتیں کرنے والے ہیں نہ تمہارے خیر خواہ ہیں نہ ملک کے خیر خواہ ہیں۔ نہ دنیا میں امن وسلامتی کے چاہنے والے ہیں بلکہ فتنہ پرداز لوگ ہیں بلکہ ان کا مقصد صرف اور صرف دنیا میں فتنہ اور فساد پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

ڈاکٹر عبدالسلام سے ہمارا ناروا سلوک

(ڈیلی ٹائمز 22 نومبر 2006ء میں شائع ہونے والے ایک ایڈیٹوریل کا اردو ترجمہ):

ڈاکٹر عبدالسلام (1926-96) کی وفات آج سے دس برس قبل ہوئی۔ وہ پہلے پاکستانی تھے جنہیں 1979ء میں نوبل انعام سے نوازا گیا۔ لیکن عین ممکن ہے کہ وہ آخری پاکستانی ہی ثابت ہوں اگر ہم باقی دنیا کے لئے ایک دہشتگرد قوم کے طور پر پہچانے جاتے رہے۔ ہماری اجتماعی نفسیات مروّجہ نظریات کو سائنسی تحقیق کی نسبت زیادہ اہمیت دیتی ہے۔ اور اگر بفرض محال ہم انفرادی طور پر دنیا کے سامنے کوئی غیر معمولی کارنامہ بھی کر دکھاتے ہیں تو دنیا ہم سے اتنی خوفزدہ ہے کہ ہمیں اس سے کسی پذیرائی کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ ہم ڈاکٹر عبدالسلام کو اعزاز دینے سے گھبراتے ہیں کہ ہمارا آئین ’’جس میں ہم نے ترمیم کے ذریعے ان کی جماعت کو غیر مسلم قرار دیا ہے‘‘ اس کی اجازت نہیں دیتا۔ جب ڈاکٹر عبدالسلام نے 1996ء میں رحلت فرمائی تو وہ اسی سرزمین میں مدفون ہوئے جس کی قومیت کو وہ ترک کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ حالانکہ دوسری شہریت، جس میں انہیں زیادہ عزت مل سکتی تھی، کے لئے وہ تیار نہ ہوئے۔ چونکہ پاکستانی انتظامیہ کے لوگ ان کی نعش مبارک کو چھونے کے لئے تیار نہ تھے لہذا ان کی تدفین ربوہ میں ہوئی جو ان کی احمدیہ جماعت کا مرکز ہے اور جس کا نام تک ہم نے گوارا نہ کرتے ہوئے سرکاری اعلانیہ کے ذریعہ چناب نگر رکھ دیا۔ لیکن قصّہ یہاں پر ہی ختم نہیں ہوتا۔ ان کے سپرد خاک کرنے کے بعد ضلع جھنگ کے ’’پرہیزگار‘‘ اور ’’قانون‘‘ کا احترام کرنے والی انتظامیہ کے لوگ چناب نگر پہنچے اس بات کا اطمینان کرنے کے لئے کہ آیا جماعت احمدیہ نے تمام کارروائی آئین کے مطابق سرانجام دی ہے۔

آئین اس سلسلہ میں کیا کہتا ہے؟ آئین کے مطابق احمدی مسلمان نہیں۔ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے مجاز نہیں ہیں اور نہ ہی کلمہ پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی اسلام کی کوئی اصطلاح استعمال کرسکتے ہیں۔ آئین کی اصل ترمیم ذوالفقار علی بھٹو نے پاس کی جو کہ ایک روشن خیال جمہوریت پسند (سوشلسٹ) کہلاتا تھا۔ پھر اس کے بعد قانون کو مزید سخت بنانے کا سہرا جنرل ضیاء الحق جیسے ’’عظیم محبّ وطن‘‘ کے حصہ میں آتا ہے۔ اس طرح ایک انتظامی سربراہ اور ایک فوجی حکمران دونوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کے خلاف اس سازباز میں برابر کا حصہ پایا۔

اس عظیم سائنسدان کی چناب نگر میں تدفین کے بعد کتبہ پر یہ الفاظ تحریر کئے گئے (عبدالسلام پہلے مسلمان نوبل انعام یافتہ سائنسدان)۔ یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ پولیس مجسٹریٹ کے ہمراہ پہنچی اور مسلم کا لفظ مٹا دیا اور اب کتبہ پر یہ الفاظ ہیں۔ ’’عبدالسلام پہلے نوبل انعام یافتہ سائنسدان‘‘ مجسٹریٹ اپنے اس فعل یا حرکت پر قطعًا نادم نہ ہوا۔ لیکن ڈاکٹر سلام کی قبر تو اسلامی ثقافت کا ایک یادگار ورثہ ہے جو کہ پاکستان نے اپنے بانی قائداعظم سے حاصل کیا لیکن قسمت کی ستم ظریفی نے پاکستان میں خوب اپنا رنگ دکھایا۔ مثال کے طور پر جھنگ شہر میں جہاں ڈاکٹر عبدالسلام ایک ہونہار بچے کے طور پر پروان چڑھے اور وہ سکول جنہیں انہوں نے وظائف اور گرانٹ سے بھی نوازا تھا وہ اب فرقہ وارانہ نفرت کی تعلیم دیتے ہیں بجائے اس محبت کے جو روپیہ لیتے وقت ان کے دل میں تھی۔

اب صورت حال یہ ہے کہ احمدیہ جماعت ایک مستقل دباؤ کے تحت ہے اور ہر سر پھرے کو انہیں ایذا پہنچانے میں آزادی حاصل ہے۔

عبدالسلام 1926ء میں جھنگ شہر میں پیدا ہوئے۔ 17 سال کی عمر میں آپ نے میٹرک کا امتحان اعلیٰ ترین اعزاز کے ساتھ ریکارڈ قائم کرتے ہوئے پاس کیا۔ پورا شہر آپ کے استقبال کے لئے اُمڈ آیا۔ انہیں وظیفہ سے نوازا گیا اور 1946ء میں انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے .M.A کا امتحان پاس کیا۔ ایک وظیفہ حاصل کرکے سینٹ جان کالج کیمبرج میں داخل ہوئے جہاں انہوں نے حساب اور طبیعات میں فرسٹ کلاس فرسٹ رہ کر (B.A honour) کیا۔ 1950ء میں فزکس میں ڈاکٹریٹ سے پہلے غیر معمولی کارکردگی کی بنا پر انہیں Smith Prize سے نوازا گیا۔ انہوں نے کیمبرج یونیورسٹی سے نظریاتی طبیعات میں Ph.D کی۔ ان کی Ph.D کا مقالہ 1951ء میں شائع ہوا جو Quantum electro dynamics کی بنیادی تحقیق پر مشتمل تھا اور جس کی وجہ سے وہ پہلے ہی بین الاقوامی شہرت حاصل کرچکے تھے۔

1954ء میں ڈاکٹر عبدالسلام کیمبرج یونیورسٹی میں بطور لیکچرار کام شروع کیا۔ پاکستانی سیاستدانوں کی طرف سے انہیں (مسلمانوں کے مروجہ عقیدہ سے انحراف کی بنا پر) ’’مرتد‘‘ قرار دینے سے پہلے وہ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن، سائنٹیفک کمیشن آف پاکستان کے رکن تھے اور صدر پاکستان کے 1961ء سے 1974ء تک چیف سائینٹفک ایڈوائزر تھے۔ پاکستان کے خلائی تحقیق کے ادارے SUPARCO کی بنیاد بھی انہی کی مرہون منت ہے۔ اور یہ قابل ذکر بات ہے کہ 'SUPARCO' میں کام کرنے والے شیعہ حضرات کے گروپ کو فرقہ وارانہ دہشت گردوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ڈاکٹر سلام کی طرح بہت سے ہونہار شیعہ ڈاکٹرز کو ملک کی عجیب وغریب ناموافق پالیسی کی وجہ سے پاکستان چھوڑنا پڑا۔

ڈاکٹر عبدالسلام کو 1979ء میں فزکس میں نوبل انعام ملا۔ یہ جنرل ضیاء کے لئے انتہائی پریشان کن لمحہ تھا۔ جس نے کہ آئین کی اس دوسری ترمیم کا اضافہ کیا تھا جس میں احمدیوں کو تنگ کرنے کے احمقانہ احکامات تھے۔ اسے اس عظیم سائنس دان کا استقبال کرنا پڑا اور ٹی وی پر ان کے ساتھ آنا پڑا۔ چونکہ اسلامی حکومت کے مذہبی عناصر پہلے ہی سیخ پا تھے لہذا انہیں ڈاکٹر سلام کی تقریر کے وہ حصّے جس میں انہوں نے کلمہ اور دوسری اسلامی اصطلاحات کا ذکر کیا تھا حذف کرنا پڑے۔ یہ ڈاکٹر عبدالسلام کی خوش قسمتی تھی کہ ضیاء الحق کے ’’مومنین‘‘ میں سے کوئی ’’مومن‘‘ قانونی چارہ جوئی کے لئے عدالت میں نہ گیا وگرنہ یہ نوبل انعام یافتہ سائنسدان چھ ماہ قید بامشقت کی سزا کا مستوجب ہوتا۔ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالسلام بھارت گئے جہاں اُن کا پُر جوش استقبال ہوا۔ وہ وہاں محض اپنے پرائمری سکول کے حساب کے استاد کو ملنے گئے جو اس وقت زندہ تھے۔ جب اُن کی ملاقات ہوئی تو ڈاکٹر عبدالسلام نے وہ میڈل اپنی گردن سے اُتار کر اُستادی مکرم کی گردن میں ڈال دیا۔

آیئے تھوڑی دیر کے لئے اس بات کا آہستگی سے ڈر کر ذکر کریں کہ چند سال پہلے پاکستانی حکومت نے ڈاکٹر عبدالسلام کا ایک یادگاری ٹکٹ جاری کیا تھا۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ حکومت دباؤ میں آکر اس کی اشاعت بند کردے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کے مادر علمی یعنی گورنمنٹ کالج لاہور میں جو کہ اب یونیورسٹی ہے ان کے لمبے عرصے کی مذہبی تنگ نظری کے بعد اپنے بعض شعبوں اور اکیڈیمک سیشنز کو ان کے نام منسوب کردیا گیا ہے۔ لیکن پاکستان کو اپنے احساس جرم کا اعتراف کرنا ہوگا جو اُس نے اس عظیم سائنسدان کے ساتھ روا رکھا تھا۔ بجائے ڈاکٹر اے کیو خان سے وابستگی کے جس نے ملک کے لئے نیوکلیئر ٹیکنالوجی کو اپنے ذاتی فوائد حاصل کرنے کے لئے فروخت کرکے بدنامی اور بدمعاش ریاست کے لیبل کے سوا کچھ نہیں دیا۔ کیا ہم آج ڈاکٹر عبدالسلام کی دسویں برسی کے موقع پر اس ناروا سلوک کی تلافی کے لئے کچھ کرسکتے ہیں تاکہ ترسائی روح کو تسکین پہنچائی جاسکے اور اس طرح اپنی صفائی کی جاسکے؟

❁❁❁❁❁

قرآن کریم کا رشین ترجمہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر خلافت کے آسمانی نظام کی برکت سے خدمت قرآن میں شب و روز مصروف ہے۔ اس خدمت کا ایک پہلو مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت بھی ہے۔ قرآن مجید کا رشین ترجمہ جو گزشتہ کچھ عرصہ سے نایاب تھا اب اس کا نیا ایڈیشن نظر ثانی اور مفید اضافوں کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

اس ایڈیشن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے فرمودہ اردو ترجمہ قرآن سے سورتوں کے مضامین کا تعارف اور اہم منتخب آیات پر تفسیری نوٹس بھی شامل کئے گئے ہیں۔ خوبصورت جلد اور عمدہ کمپوزنگ کے ساتھ یہ قرآن کریم رشین بولنے والے افراد کے لئے نہایت قیمتی اور قابل قدر تحفہ ہے۔ رشین مسلمانوں اور دیگر رشین بولنے والے افراد میں تبلیغ کے لئے قرآن مجید کا یہ ایڈیشن بہت ہی مفید اور بابرکت ہے۔

امراء جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس کے حصول کے لئے اپنے آرڈرز ایڈیشنل وکالت اشاعت لندن کو بھجوائیں۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

بقیہ: مسئلہ وفات مسیح کی اہمیت
از صفحہ نمبر 4

❁......حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”حضرت مسیح موعودؑ کو ایک خیال ہر وقت رہتا تھا کہ وفاتِ مسیح پر طرح طرح کے دلائل ہوں تاکہ دنیا کو کامل یقین وفاتِ مسیح پر ہو جائے۔ ایک دفعہ رات کے بارہ بجے حضرت صاحب اندر پلنگ سے اُٹھ کر باہر صحن میں آئے اور کسی سے ذکر کیا کہ دیکھو یہ دلیل وفاتِ مسیح ہمیں ابھی اللہ تعالیٰ نے سمجھائی ہے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب فرماتے تھے کہ مَیں قریب کے چوبارہ میں تھا مَیں نے جب حضرت کو یہ ذکر کرتے سنا مَیں نے خیال کیا کہ اللہ اللہ اس شخص کو کس قدر دین کا فکر ہے۔ رات کے بارہ بجے ایک دلیل سینہ میں آئی اور اس وقت چاہا کہ اس کو دوسروں تک پہنچاؤں۔

حضرت امّ المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا آپ رات کو بارہ بجے دلیل وفاتِ مسیح سناتے ہیں صبح کو سنادیں۔ آپ نے فرمایا نہیں معلوم صبح تک کیا ہو۔ دیکھو تو سہی یہ کیا عمدہ دلیل وفاتِ مسیح پر ہے“۔

(سیرت احمد از حضرت قدرت اللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ صفحہ نمبر 12-13۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ 1962ء)

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توحید الٰہی اور عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیرت اور جوش ہے کہ جس روز اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو عیسائیت کے بطلان کی کنجی سمجھائی اسی روز سے آخر وقت تک آپ اس کی اشاعت میں کوشاں رہے اور دن ہو یا رات اسی اشاعت کی فکر میں لگے رہے۔ اس کا نتیجہ تھا کہ عیسائیت کے پھیلتے ہوئے عقائد باطلہ اب تیزی سے مٹنے لگے۔

❁......حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”پس اس جگہ ہم بجز اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ **یہ خدا کا ارادہ تھا کہ وہ چمکتا ہوا حربہ اور وہ حقیقت نما برہان کہ جو صلیبی اعتقاد کا خاتمہ کرے اس کی نسبت ابتدا سے یہی مقدر تھا کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے دنیا میں ظاہر ہو کیونکہ خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ صلیبی مذہب نہ گھٹے گا اور نہ اس کی ترقی میں فتور آئے گا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں ظاہر نہ ہو اور وہی ہے جو کسر صلیب اس کے ہاتھ پر ہوگی۔ اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی۔ تب انجام ہوگا۔ اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی**“۔

(مسیح ہندوستان میں۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 64)

حقیقت یہ ہے کہ اب مذہب عیسائیت کی عمر پوری ہوگئی ہے کیونکہ وہ عقیدہ جس پر اس کی بنیاد ہے یعنی حیات مسیح وہ اب کھوکھلا ثابت ہو چکا ہے اور یہ کاسرِ صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام ہے اور خود حضورؑ نے اس کام کو اپنا ایک عظیم الشان معجزہ قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”اور ایک بڑا بھاری معجزہ میرا یہ ہے کہ مَیں نے حسّی بدیہی ثبوتوں کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کر دیا ہے اور ان کی جائے وفات اور قبر کا پتہ دے دیا ہے۔ چنانچہ جو شخص میری کتاب ”مسیح ہندوستان میں“ اول سے آخر تک پڑھے گا گو وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا یہودی یا آریہ۔ ممکن نہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اس بات کا قائل نہ ہو جائے کہ مسیح کے آسمان پر جانے کا خیال لغو اور جھوٹ اور افترا ہے“

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 145)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعجاز نے کروڑوں سعید روحوں کو ہدایت کی راہ دکھائی ہے اور ایک غلط اور بے بنیاد عقیدہ سے نجات دلائی ہے۔ اور آج تک ہر سعید فطرت اور عقلمند شخص خواہ وہ عیسائی ہو یا مسلمان جب اس عقیدہ کی خبر پاتا ہے تو بانشراح صدر اس کو قبول کرتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس نظریہ کو پھیلانے کے لئے متعدد مرتبہ اپنی تقریر و تحریر میں اس مسئلہ پر زور دیا ہے۔ حضور کی تحریرات میں سے خصوصاً ’ازالہ اوہام‘، ’مسیح ہندوستان میں‘، ’حمامۃ البشریٰ‘، ’براہین احمدیہ حصہ پنجم‘، ’تحفۂ گولڑویہ‘ وغیرہ اس ضمن میں قابل مطالعہ ہیں۔

مسئلہ وفات مسیح کے لئے حضور علیہ السلام نے تمام عقلی و نقلی ثبوت ہماری آسانی کے لئے مہیا فرمادئے ہیں اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان ثبوتوں اور دلائل کو دنیا تک پہنچائیں کیونکہ اسی میں اسلام کی فتح اور عیسائیت کی شکست ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آج اسلام کو وہی کامیاب کر سکتا ہے جو بیان کرتے کرتے مسیح کو قبر تک پہنچادے“۔

(الحکم 10/اگست 1902ء صفحہ 4)

خوش نصیب ہیں وہ جو اس مسئلہ کو سمجھ کر حق کو قبول کرتے اور حقیقی زندگی کا سامان پاتے ہیں لیکن نہایت ہی جاہل اور حق سے دور ہیں وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے ہیں اور ان کے انتظار میں نظریں لگائے بیٹھے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو مخاطب کر کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

”**ہر ایک مخالف یقین رکھے کہ اپنے وقت پر وہ جان کندن کی حالت تک پہنچے گا اور مرے گا مگر حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ یہ بھی میری ایک پیشگوئی ہے جس کی سچائی کا ہر ایک مخالف اپنے مرنے کے وقت گواہ ہوگا۔** جس قدر مولوی اور مُلّاں ہیں اور وہ ہر ایک اہلِ عناد جو میرے مخالف کچھ لکھتا ہے وہ سب یاد رکھیں کہ اس اُمید سے وہ نامراد مریں گے کہ حضرت عیسیٰ کو وہ آسمان سے اُترتے دیکھ لیں۔ وہ ہرگز اُن کو اترتے نہیں دیکھیں گے یہاں تک کہ بیمار ہو کر غرغرہ کی حالت تک پہنچ جائیں گے اور نہایت تلخی سے اس دنیا کو چھوڑیں گے۔ کیا یہ پیشگوئی نہیں؟ کیا وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ پوری نہیں ہوگی! **ضرور پوری ہوگی۔ پھر اگر اُن کی اولاد ہوگی تو وہ بھی یاد رکھیں کہ کہ اسی طرح وہ بھی نامراد مریں گے اور کوئی شخص آسمان سے نہیں اترے گا اور پھر اگر اولاد کی اولاد ہوگی تو وہ بھی اس نامرادی سے حصہ لیں گے اور کوئی ان میں سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا**“۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 369)

❁❁❁❁❁❁❁

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25/فروری 2007ء قبل از نماز ظہر مسجد فضل کے احاطہ میں **مکرم چوہدری عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ (آف ملتان)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم چوہدری عبدالحفیظ صاحب 21 فروری کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم انتہائی مخلص اور سلسلہ سے وفا کا تعلق رکھنے والے انسان تھے۔ آپ نے قائد ضلع و قائد علاقہ ملتان، جنرل سیکرٹری جماعت کراچی اور ممبر قضاء بورڈ کینیڈا کے علاوہ کئی اور حیثیتوں میں بھی جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نے پسماندگان میں 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم چوہدری نذر محمد نذیر صاحب آف گولیکی (سیکرٹری گندم کمیٹی ربوہ)

مکرم چوہدری نذر محمد نذیر صاحب 18 فروری کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے بعد از ریٹائرمنٹ زندگی وقف کی اور 22 سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ وفات کے وقت آپ بطور سیکرٹری گندم کمیٹی خدمت بجالا رہے تھے۔ آپ خدا کے فضل سے 1/7 حصہ کے موصی تھے۔ آپ نے 1954 سے 2004 تک مختلف جگہوں پر 27 سال تک صدر جماعت، سیکرٹری مال اور دوسرے عہدوں پر کام کیا۔ محلّہ دارالشکر کے 14 سال صدر رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم صفدر نذیر صاحب (گولیکی) مربی سلسلہ کے طور پر جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔

(2) مکرم اللہ داد صاحب (نگران اصطبل قصر خلافت ربوہ)

مکرم اللہ داد صاحب 7/فروری کی شب اچانک ربوہ میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت احمدیہ سے بے لوث اطاعت کا جذبہ رکھتے تھے۔ 1969ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے انہیں قصر خلافت ربوہ میں واقع اصطبل خیل للرحمان کا انچارج مقرر فرمایا۔ مرحوم بڑے اچھے گھڑ سوار اور نیزہ باز تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم منظور احمد عامر صاحب (آف دارالفتوح ربوہ)

مکرم منظور احمد عامر صاحب 22 فروری کو ربوہ میں ایک لمبی بیماری کے بعد 79 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم گیارہ سال تک صد سالہ جوبلی کے دفتر میں کام کرتے رہے۔ 9/10 سال محلّہ دارالرحمت شرقی میں سیکرٹری مال اور سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو اللہ کے فضل سے 3 بار حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ مرحوم نہایت مخلص، تہجد گزار اور خلافت کے ساتھ گہری محبت کرنے والے نیک انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 6 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم مکرم محمد جلال شمس صاحب (مبلغ سلسلہ جرمنی) اور مکرم منیر احمد صاحب جاوید (پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کے چچا تھے۔

(4) مکرمہ آسیہ بربوش صاحبہ (آف تیونس)

مکرمہ آسیہ بربوش صاحبہ 18 فروری 2007ء کو 68 سال کی عمر میں تیونس میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ ایک خواب کی بناء پر احمدی ہوئیں اور 1992 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دست مبارک پر اپنے بیٹے اور بیٹی کے ساتھ لندن میں بیعت کی سعادت پائی۔ مرحومہ نے تین بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ رسالہ ”التقویٰ“ کے ایڈیٹر مکرم عبادہ بربوش صاحب کی والدہ محترمہ تھیں۔

(5) مکرم میر ظفر علی صاحب (آف گوجرانوالہ)

مکرم میر ظفر علی صاحب 25/دسمبر 2006ء کو 93 سال کی عمر میں گوجرانوالہ میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم انتہائی مخلص اور نڈر احمدی تھے۔ ان کی اہلیہ اور باقی خاندان (جو کہ احمدی نہیں ہے) نے ان کی شدید مخالفت کی لیکن یہ تادم آخر احمدیت پر ثابت قدم رہے۔

(6) مکرم جمیل احمد صاحب (کراچی)

مکرم جمیل احمد صاحب کراچی میں دسمبر 2006 میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چوہدری عبداللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تھے۔ آپ نے کچھ عرصہ سڈنی (آسٹریلیا) میں اور پھر پاکستان کی دو جماعتوں سرائے عالمگیر اور حلقہ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی میں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم مخلص احمدی تھے۔ پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کرنے کے علاوہ تہجد کا بھی التزام کرتے تھے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

(7) مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالحکیم صاحب مرحوم سابق صدر جماعت مغلپورہ لاہور)

مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ 28 نومبر 2006 کو لاہور میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ نیک، نمازوں کی پابند اور بہت اچھے اخلاق کی مالک خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔ آمین۔

❁❁❁❁❁❁

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

علمی اور تحقیقی مضامین میں حوالے درج کرنے کے طریق

(ہدایت اللہ ھادی۔ کینیڈا)

تجسّس اور تلاش کا جذبہ ابتدائے آفرینش سے ہی خداتعالیٰ نے انسانی فطرت میں ودیعت کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحقیق وجستجو اور ریسرچ کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ انسان خود۔ اور ہر دور میں اہل علم اور اہل قلم حضرات اپنے نظریات کی تائید میں اپنے پیش رؤوں سے مدد لیتے رہے اور کبھی کبھی اپنے ہم عصر اہل فکرونظر سے بھی تائید حاصل کی۔ تحقیق کے دوران بارہا ایسے مقامات آتے ہیں جہاں محققین حضرات کو دیگر کتب، رسائل وجرائد اور مختلف جائزوں کی چھان بین کرنی پڑتی ہے۔

جہاں تک ریسرچ کا تعلق ہے اس کے طریقہ ہائے کار اور معیار مختلف ہیں۔ ریسرچ کی مختلف اقسام ہیں اور ہر نوع کے لئے علیحدہ علیحدہ تعلیلی اور تحلیلی تجزیہ کے طریقے ہیں۔ اور اکثر و بیشتر محققین اپنے نظریات کی صحت اور استنباط واستدلال کی تائید میں سچائیوں اور حقیقتوں کو پرکھنے کے لئے کبھی استقرائی (Inductive) اور کبھی استخراجی (Deductive) طریقہ کار استعمال کرتے ہیں۔ الغرض اہل فکرودانش جب بھی کوئی بات لکھتے ہیں تو اس کے لئے اسناد اور حوالے پیش کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اچھے مضمون کی زینت اور اس کی علمی اور تحقیقی کاوشوں کا جائزہ اس کے مستند حوالہ جات سے کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ حوالہ جات اس طرح درج کئے جائیں کہ وہ نہ صرف مقبول عام کا درجہ رکھتے ہوں بلکہ سادہ اور عام فہم بھی ہوں۔ اور ان میں یکسانیت، معنویت اور ہمہ گیریت پائی جاتی ہو۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے مختلف اسناد اور حوالہ جات کے لئے مختلف اسلوب رائج ہیں۔ جو عموماً ہر مضمون نگار اپنے مضامین میں استعمال کرتا ہے۔ جن کی چند مثالیں بطور نمونہ افادۂ عام کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

حوالہ جات کے عناصر مع امثلہ

1۔ قرآن مجید:

سورۃ کا نام۔ سورۃ کا نمبر۔ آیت نمبر

مثلاً: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو، اور خدا کی خالص پرستش کرنے والوں کے ساتھ مل کر خدا کی خالص پرستش کرو۔ (سورۃ البقرۃ:44)

2۔ حدیث:

حدیث کی کتاب کا نام۔ کتاب کا نام۔ باب کا نام۔ مثلاً:

خادم رسول ﷺ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنی خوشی اس آدمی کو نہیں ہوگی جسے جنگل بیابان میں کھانے پینے سے لدا ہوا گمشدہ اونٹ مل جائے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الدعوات، باب التوبہ)

3۔ کتب

مصنف۔ کتاب کا نام۔ ایڈیشن۔ مقام اشاعت۔ ناشر۔ سن اشاعت۔ جلد۔ صفحہ نمبر وغیرہ

مصنف سے مراد مترجم، مؤلف، مرتب، شارح، مبصر وغیرہ ہے۔ مثلاً:

شاہد، دوست محمد۔ تحریک پاکستان اور جماعت احمدیہ، لندن ایڈیشنل وکالت تصنیف، (ت۔ن)، صفحہ 19

4۔ رسائل وجرائد

مضمون نگار۔ مضمون۔ رسالہ۔ معیاد۔ مقام اشاعت۔ جلد۔ شمارہ۔ صفحہ نمبر۔ مثلاً:

ابونعمان۔ ''قرآن مجید کا اختلافی ترجمہ''۔ ہفت روزہ 'لاہور'۔ لاہور: جلد35، شمارہ 18، 22 فروری 1986، صفحہ 3

5۔ اخبارات

بیان دینے والے کا نام۔ ''خبر کی سرخی''۔ اخبار، مقام اشاعت۔ مکمل تاریخ۔ صفحہ نمبر۔ کالم نمبر

اخبار میں بیان دینے والے سے مراد خط لکھنے والا، مضمون نگار، کالم نگار، مبصر، مدیر وغیرہ ہیں۔ مثلاً:

ولی خان کا بیان۔ قائداعظم کے فرمان کے بعد پارلیمنٹ کسی کو غیر مسلم قرار نہیں دے سکتی۔ ہم آج بھی احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے خلاف ہیں۔

روزنامہ جنگ لندن: 21 جولائی 1986ء، صفحہ 4، کالم 3-4

6۔ کانفرنس

مضمون نگار۔ مضمون۔ مقام اشاعت۔ تاریخ۔ بمقام۔ کانفرنس کا موضوع۔ مورخہ۔ صفحہ نمبر۔ مثلاً:

ہاشمی، عبد القدوس۔ ''جنگ بدر میں آنحضرت ﷺ کا حسن خلق''۔ اسلام آباد، مورخہ 25 دسمبر 1985ء بمقام اسلام آباد ہوٹل۔ سیرت کانفرنس منعقدہ 25-27 دسمبر 1985ء۔ صفحہ 30-40

7۔ مطبوعہ کانفرنس یا رپورٹ

مقرر یا مقالہ نگار کا نام۔ مضمون۔ کانفرنس کا نام۔ مرتبہ۔ مقام اشاعت۔ ناشر۔ سن اشاعت۔ صفحہ نمبر مثلاً:

فاروقی، اسمٰعیل۔ ''فتح مکہ میں آنحضرت ﷺ کا حسن خلق''۔ آل پاکستان سیرت کانفرنس۔ منعقدہ اسلام آباد ہوٹل۔ اسلام آباد۔ مورخہ 25-27 دسمبر 1985ء مرتبہ جاوید احمد۔ کراچی: المؤتمر العالم الاسلامی، 1986ء۔ صفحہ 115-125

8۔ حوالہ جاتی کتب

مضمون نگار۔ مضمون۔ حوالہ جاتی کتاب کا نام۔ مرتبہ۔ ایڈیشن۔ مقام اشاعت۔ ناشر۔ سن اشاعت۔ جلد نمبر۔ صفحہ۔ کالم نمبر۔ مثلاً:

مودودی، سید ابوالاعلیٰ۔ ''خلافت'' در دائرہ معارف اسلامیہ، مرتبہ کلیم احسن صدیقی۔ تیسرا ایڈیشن۔ لاہور: دانش گاہ پنجاب، 1982ء، جلد5، صفحہ 5-20

علامات (Puncuations)

حوالہ جات درج کرتے ہوئے علامات کا بہت خیال رکھا جاتا ہے کیونکہ ہر علامت کے معنی ہیں۔ وہ نہ تو بے معنٰی ہیں اور نہ ہی بے مقصد۔

محذوف (Ommissions)

بسا اوقات مضمون کے پیش نظر اقتباسات درج کرتے وقت اصل متن کے کچھ حصے حذف کرنے پڑتے ہیں وہاں حذف کی علامت ڈالنا بے حد ضروری ہے۔ ورنہ غیر معمولی ابہام کا خدشہ ہے۔ حذف کی علامت کے لئے تین نقطے (...) ڈالتے ہیں۔ یاد رہے کہ نہ دو نقطے ہو سکتے ہیں نہ چار۔

اگر کسی مضمون میں کوئی اقتباس درج کیا گیا جو کہ صرف دو پیراگراف پر مشتمل ہے۔ اور اس متن میں حذف کی علامت نہیں ڈالی گئی۔ اور یہ لکھا گیا کہ یہ اقتباس صفحہ 11 تا 13 سے نقل کیا گیا ہے، تو یہ درست نہیں۔ حالانکہ ہو سکتا ہے کہ ایک پیراگراف کا کچھ حصہ صفحہ 11 سے لیا گیا ہو اور ضرورت کے پیش نظر دوسرا پیراگراف کا کچھ حصہ صفحہ 13 سے لیا گیا ہو۔ اور صفحہ 12 پر جو متن ہے اس سے کچھ بھی نہ لیا گیا ہو۔ مثلاً:

''اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ خدا کا سورج اور چاند وغیرہ کی قسم کھانا ایک دقیق حکمت پر مشتمل ہے ... سو ان قسموں میں یہی قانونِ قدرت اللہ تعالیٰ پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم غور کر کے دیکھو کہ کیا خدا کا یہ محکم اور دائمی قانون قدرت نہیں کہ زمین کی تمام سرسبزی کا مدار آسمان کا پانی ہے۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن، جلد10، صفحہ 126-130)

اس اقتباس پر غور فرمائیں۔ اگر اس متن میں حذف کے لئے تین نقطے ... نہ ڈالے جاتے تو کیا یہ متن چار صفحات پر مشتمل ہو سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے حذف کی علامت ڈالنا بے حد ضروری ہے۔

اصل ماخذ

ہر ممکن کوشش کی جائے کہ حوالہ جات اصل ماخذ Original Source سے حاصل کئے جائیں۔ اصل ماخذ سے مراد وہ کتاب یا رسالہ ہے جس میں سے مضمون نگار نے عبارت اصل حالت میں درج کی ہو۔ جیسے قرآن کریم، کتب احادیث، کتب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، روحانی خزائن، ملفوظات، اشتہارات، کتب خلفائے احمدیت، کتب علمائے سلسلہ، انسائیکلوپیڈیا وغیرہ

جہاں تک خلفائے سلسلہ کے خطبات جمعہ، روح پرور اور ایمان افروز خطابات، ارشادات، پیغامات اور منظوم کلام کا تعلق ہے ان کی اشاعت وطباعت کا اصلی ماخذ، جماعت احمدیہ کے مرکزی اخبارت اور رسائل و جرائد ہیں۔ جس اخبار یا رسالہ سے اقتباس لیا جائے وہاں ''منقول از'' لکھا جائے تاکہ ان اقتباسات کی صحت کی ذمہ داری اس ادارہ پر عائد ہو۔ مثلاً:

جن گھروں میں ذکر الٰہی کی آوازیں بلند ہوتی ہیں وہاں خدا کا نور اترتا ہے۔...''

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ۔ 18 مارچ 1994ء بمقام مسجد فضل لندن۔ منقول از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 15 اپریل 1994ء، صفحہ 5

(منقول از کی بجائے مطبوعہ بھی لکھ سکتے ہیں۔)

ترجمہ

اصل ماخذ کا ایک اور پہلو بھی غور طلب ہے جس کا تعلق ترجمے سے ہے۔ اگرچہ ترجمہ ایک فن ہے۔ لیکن پھر بھی ترجمہ، اصل تو نہیں ہوتا۔ کیونکہ دانشوروں کا کہنا ہے کہ ترجمہ کرتے ہوئے مترجم کے اپنے خیالات اور تاثرات نادانستہ طور پر اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر ترجمہ، اصل کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اصل بھی لکھا جائے اور اس کا ترجمہ بھی درج کیا جائے۔

ترجمہ در ترجمہ

اس سے مراد یہ ہے کہ اصل کا کسی زبان میں ترجمہ کر لیا جائے اور پھر اس ترجمے کو اصل کا متبادل سمجھ کر دیگر زبانوں میں اس کے ترجمے کئے جائیں۔

خاص طور پر جب اصل کا ترجمہ در ترجمہ کیا جاتا ہے تو وہ اصل کا حقیقی عکس پیش نہیں کرتا۔ بلکہ بسا اوقات ایسا ترجمہ، اصل سے بہت دور چلا جاتا ہے۔ اور یہ بہت ہی گھمبیر مسئلہ ہے۔ بعض مستشرقین نے ایسے ترجموں سے ناجائز فائدے اٹھائے ہیں۔

آج کل عموماً ترجموں کے لئے انگریزی کو بطور ماخذ استعمال کیا جا رہا ہے اور اس طرح انگریزی سے دوسری مختلف زبانوں میں ترجمے منتقل ہو رہے ہیں۔ جب کہ اصل ماخذ بہرکیف انگریزی نہیں ہے بلکہ کوئی اور زبان ہے۔

جہاں تک ممکن ہو سکے اصل کو ہی بطور حوالہ درج کرنا چاہئے۔ خواہ وہ اصل کسی زبان میں ہو۔ البتہ ضرورت کے پیش نظر اصل کے ساتھ اس کا ترجمہ دیا جا سکتا ہے۔ مثلاً قرآن مجید کے عربی متن کے ساتھ اس کا کسی زبان میں ترجمہ دیا جا سکتا ہے۔ بصورت دیگر انگریزی کے ساتھ اس کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ وغیرہ دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح اگر ترجمہ میں کوئی نقص یا خامی ہوگی تو قاری کسی حد تک درست کر سکے گا۔

ثانوی ذرائع

اگر مطلوبہ حوالہ کے اصل ماخذ تک رسائی ناممکن ہو تو پھر ثانوی ذرائع Secondary Source سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

ثانوی ذرائع سے مراد وہ ذرائع ہیں جس میں

میراج
ہوٹل اینڈ بینکویٹ ہال لاہور
MIRAGE HOTEL LAHORE
Stay with Comfort
21 Lake Road, Old Anarkali, Lahore.
Tel: 042-7238133-35 7238126-27 Fax: 042-7246344
www.miragelahore.com
Email: reservations@miragelahore.com
Email your Reservation now!

کسی مضمون نگار نے اپنے مضمون میں کسی دوسرے کے مضمون کا اقتباس یا حوالہ درج کیا ہو اور وہ تحریر اس کی اپنی نہ ہو بلکہ کسی دوسرے مضمون نگار کی ہو۔ جیسے عام طور پر اخبارات اور رسائل و جرائد میں مطبوعہ مضامین میں دوسرے مضمون نگاروں یا کتابوں کے اقتباسات یا حوالے وغیرہ درج ہوتے ہیں ۔ ایسی صورت میں ثانوی ذریعہ کو ہی بنیاد بنانا چاہیئے ۔ اور منقول از لکھا جائے۔ مثلاً:

''بچوں کی غلطی پر حضور توکل علی اللہ، عفو اور درگزر سے کام لیتے۔...'' (تربیت اولاد، صفحہ 8)

منقول از محبوبات ،سیدہ حفیظۃ الرحمان۔ کراچی: مصنفہ از خود، 1989ء۔ صفحہ 80

بعض مضمون نگار ثانوی ذرائع سے حاصل کئے ہوئے اقتباسات کو اصل ماخذ کے حوالے سے درج کر دیتے ہیں ۔ یہ قطعاً درست نہیں ۔ کیونکہ یہ تحقیق اور ریسرچ کے اصول کے خلاف ہے ۔ ہوسکتا ہے کہ مضمون نگار نے اس اقتباس کو اپنی ضرورت کے پیش نظر درج کیا ہو اور نادانستہ طور پر اس اقتباس کے درج کرنے میں پورے معیار اور سند کا خیال نہ رکھا ہو۔

دوسرے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ حوالہ تفصیل کے ساتھ درج نہ ہو بلکہ ادھورا یا نامکمل ہو۔ اس طرح ایسے اقتباسات کے مستند ہونے میں جھول پیدا ہوسکتا ہے۔

بسا اوقات ثانوی ذرائع سے حاصل کیا ہوا حوالہ اتنا درست نہیں ہوتا جتنا اصل ماخذ سے حاصل کیا ہوا حوالہ مستند اور صحیح ہوتا ہے۔ اس لئے ثانوی ذرائع سے حاصل کئے ہوئے حوالے کا اصل ماخذ کے ساتھ احتیاط سے موازنہ کر لینا چاہیئے تاکہ حوالہ جات میں غلطی کا امکان نہ رہے۔ محض ثانوی ذرائع سے حاصل کئے ہوئے حوالے کو اصل ماخذ سے حاصل کئے ہوئے حوالے کا درجہ دینا درست نہیں ۔ اس لئے ایسے تمام احتمالات سے گریز کرنا چاہیئے جو کسی حوالے کی سند میں ابہام کا سبب بنتے ہوں۔ بلکہ مضمون مکمل کرنے کے بعد تمام اقتباسات اور حوالہ جات پر ایک سے زائد بار نظر ثانی کر لینی چاہئے تاکہ غلطی کا کم سے کم امکان رہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے علمی طبقہ کو اپنے مضامین میں مکمل حوالہ جات صحیح طریق کے ساتھ درج کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ تاکہ ہمارا علمی اور تحقیقی اثاثہ ہر اعتبار سے قوی اور مستند ہو اور دوسروں کے لئے روشنی اور ہدایت کا موجب بنے۔ آمین۔

نوٹ: اس مضمون کی تیاری کے لئے درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

ALA world encyclopedia of library and information services, editor, Robert Wedgeworth. - 2nd ed. -- Chicago : American Library Association, 1986. xxv, 95 p. : ill.

The Bluebook : a uniform system of citation. - 15th ed. - Cambridge, Ma. : Harvard Law Review Association, 1991- " Compiled by the editors of the Columbia law review, the Harvard law review, the University of Pennsylvania law review and Yale law review."

Dees, Robert. Writing the modern research paper. 4th ed. New York : Longman, c2003. xii, 420 p. : ill. + I guide, 14 p.

Guide title: The Longman guide to the 2003 MLA updates.

Martyn, John. Investigative methods in library and information science : an introduction /John Martyn, F. Wilfrid Lancaster. Arlington, Va. : Informtion Resources Press, 1981. v, 260 p.

Northey, Margof, 1940- Making sense in the humanites : a student's guide to research and writing and style / John Martyn & Maurice R. Toronto : Oxford University, c.1990. 142 p.

Northey, Margof, 1940- Making sense : a student's guide to research and writing; with Joan McKibbin. 4th ed. Don Mills, Ont. : Oxford University, c.2002. 178 p.

Northey, Margof, 1940- Making sense : social sciences : a student's guide to research and writing / Margof Northey, Lorne Tepperman, James Russell.. - 2nd ed. -- :Don Mills, Ont. : Oxford University, c.2002. vi, 272 p. : ill

Robertson, Hugh, 1939 - The research essay : a guide to papers, essays, and projects ./ Hough Robertson. - Rev. ed. -- Ottawa : Piperhill Publications, c. 1991. 95. : ill.

Robertson, Hugh, 1938- The research essay : a guide to essays and papers. -- 5th ed.-- Ottawa : Piperhill Publications, c. 2001.

Turabian, Kate L. A manual for writers of term papers, theses, and dissertations. 6th ed. Rev. by John Gressman and Alice Bennett. Chicago. : University Press, c.1996. ix, 308 p. (Chicago guides to writing, editing and publishing)

Trimmer, Joseph F. A guide to MLA documentation style for research papers / Joseph F. Trimmer. - Boston : Houghton Mifflin Co., c1988. 43 p. : ill.

Winkler, Anthony C. Writing the research paper : a handbook with both the MLA and APA documentation styles / Anthony C. Winkler, Joe Ray McCuen. - 3rd ed. -- San Diego : Harcourt Brace Janovich, c1989. xvii, 322 p. : ill.

Winkler, Anthony C. Writing the research paper : a handbook / Anthony C. Winkler, Jo Ray McCuen . - 6th ed. - Austin : : Thomas & Heinle, 2003. xviii, 397 p. : ill.

سٹریس/ ڈپریشن و دیگر دکھوں کا علاجِ بے دوا

(ہومیو ڈاکٹر نذیر احمد مظہر۔ کینیڈا)

فی زمانہ کون ہے جو کسی بھی قسم کے دکھوں سے آزادگی کا دعویٰ کر سکے۔

اس جہاں میں خواہش آزادگی بے سود ہے
اک تیری قیدِ محبت ہے جو کردے رستگار

(درثمین)

فی الحقیقت جوں جوں انسان خدا سے دور اور مادہ پرستی کی طرف تیزی سے حرکت کر رہا ہے اسی نسبت سے اس کے دکھوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

سٹریس (STRESS) ذہنی دباؤ، کھچاؤ، ڈپریشن (DEPRESSION) ذہنی افسردگی، اداسی، مایوسی، گھبراہٹ، بے چینی، پریشان خیالی، فرسٹریشن FRUSTRATION احساس محرومی، کمپلیکس (COMPLEX) احساسِ کمتری جیسے نفسیاتی عوارض خود غرضیوں کی پیداوار اور سبھی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔

مذکورہ بالا عوارض کے علاج کے لئے جو ایلو پیتھک ادویات استعمال میں آتی ہیں ان سے اصل اسباب کا ہرگز ازالہ نہیں ہوسکتا۔ یہ صرف وقتی آرام و تسکین کا باعث بنتی ہیں۔ اگر ان ادویات کے مفصل لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے تو ان کے بداثرات نہایت خطرناک ہیں۔ جو ہومیو پیتھک ادویات استعمال میں آتی ہیں اگرچہ وہ مفید بھی ہیں اور بے ضرر بھی مگر ہم یہاں علاجِ بے دوا کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

دکھ جسمانی ہوں یا ذہنی ہمارا تجویز کردہ علاج بفضل خدا سب کے لئے یکساں شفا بخش ہے۔ بداثرات سے مبرا اور اس کے اثرات بھی دائمی ہیں۔ صداقت کی اس سے بڑی دلیل کیا ہے کہ جو شخص دوسروں کے دکھوں کے ازالہ کی سعی کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے دکھوں کے ازالہ کا خود ذمہ دار بن جاتا ہے۔ نیز اسے ایسی روحانی مسرت و توانائی عطا ہوتی ہے کہ وہ اس سرور میں اپنے دکھوں کو بھول جاتا ہے۔ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ علاج معالجہ کے ذریعہ دوسرے دکھی انسانوں کی خدمت کی جائے اور دوسروں کی بے لوث خدمت پر کمربستہ ہوا جائے۔ جیسا کہ ہم میں سے اکثر جانتے ہیں کہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہومیو پیتھی جیسے مفید و بے ضرر و سستے علاج کے ذریعے عالمی سطح پر دکھی انسانوں کی بدنی بے لوث خدمت کا ایک وسیع نظام پیش فرمایا۔ ایک کتاب ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل تحریر فرمائی۔ روزمرہ کی عام 50 بیماریوں کے علاج کے لئے مرکبات (COMBINATIONS) اور مفرد ادویات پر مشتمل BOXES تجویز فرمائے۔ نیز ہومیو نسخہ جات پر مشتمل ایک کتابچہ بھی مرتب فرمایا۔ بالخصوص حضورؒ کی کوششوں سے مبتدیوں کے لئے استفادہ کی راہیں بہت آسان ہوگئی ہیں۔ بعض ایسے احباب اس عاجز کے پاس آئے جو ہومیو پیتھی کے بارہ میں ذرہ بھر بھی معلومات نہیں رکھتے تھے مگر دل میں خدمت کا جذبہ تھا، وہ آج ماہر ہومیو پیتھ ہیں۔ بس مسلسل کوشش و محنت اور لگن کی ضرورت ہے۔

مذکورہ بالا کتب کے ساتھ اگر کینٹ ہومیو گائیڈ اور کینٹ میٹریا میڈیکا مصنفہ ہومیو ڈاکٹر عابد حسین اور جوہر ہومیو پیتھی و روح ہومیو پیتھی مصنفہ ہومیو ڈاکٹر فتح شیر شامل کر لی جائیں تو بہت بہتر ہے۔ (یہ سب کتب اردو میں ہیں)

ادویات کے BOXES دستیاب ہیں یا جن احباب کے پاس پہلے سے بکس موجود ہوں ان سے نہایت سستے طور پر مزید بکس تیار ہوسکتے ہیں۔ ہومیو گولیاں تمام ہومیو سٹورز پر دستیاب ہیں اور خالی ڈراپرز بھی۔ ہندوستان و پاکستان کے علاوہ براعظم افریقہ کے بیشتر ممالک میں بلا امتیاز شہر و دیہات بیماریاں عام ہیں اور خدمت کے مواقع یکساں میسر ہیں۔ غریب ممالک میں اوّل تو طبی سہولیات میسر نہیں، اگر ہیں تو بہت مہنگی جو ایک غریب آدمی کی مالی استطاعت سے باہر ہیں۔ ان Boxes کی مدد سے اپنا اور فیملی کا علاج خود کیا جاسکتا ہے۔ نیز ایسے احباب جن کے پاس وقت ہو مثلاً ریٹائرڈ حضرات معاشرے کی خدمت کا فریضہ فری ڈسپنسریاں چلانے کی صورت میں بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ فارغ التحصیل طلباء و طالبات جو فی الحال ملازمت وغیرہ کی تلاش میں ہوں یونہی وقت ضائع کرنے کی بجائے خدمت کے ان مواقع سے بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں۔

اس بے لوث انسانی خدمت کے ذریعہ ذہنی سکون حاصل ہوگا، سٹریس، ڈپریشن دور ہوگا۔ مستحقین کی دعاؤں کی بدولت اللہ تعالیٰ آپ کے بے شمار مسئلے خود حل فرمائے گا۔ اخوت و بھائی چارے کی فضا قائم ہوگی، خاموش مگر مؤثر عملی دعوت الی اللہ کے لئے سازگار ماحول پیدا ہوگا۔ فارغ التحصیل طلباء یا پنشنرز کا وقت استعمال میں آئے گا۔ فراغت دور ہوگی یعنی بے روزگاری کم ہوگی۔ ان احباب کے دماغ ہومیو پیتھی کے مفید علم سے منور و مستفیض ہوں گے۔

جماعت احمدیہ میڈرڈ (سپین) کے زیر انتظام یونیورسٹی آف Alcala میں

''اسلام میں عورت کا مقام'' کے موضوع پر لیکچر

(محبوب الرحمان شفیق احمد ۔مبلغ سپین)

جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز ہے کہ ہر آن اس کوشش میں رہتی ہے کہ اسلام کی حقیقی تصویر کو لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے اور جو گرد و غبار اس کے حسین چہرہ پر مرور زمانہ سے پڑ گیا ہے اس کو قرآن پاک کی تعلیم اور رسول کریم ﷺ کی سنت پر عمل کے ذریعہ دھو کر صاف و شفاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کرے۔ اسی سلسلہ میں میڈرڈ جماعت کے زیر اہتمام Universidad de Alcala (یونی ورسٹی آف الکلا) میں ''اسلام میں عورت کا مقام'' کے موضوع پر ایک لیکچر ہوا جو مکرم فضل الٰہی قمر صاحب نے دیا۔ اس میں 120 افراد نے شرکت کی۔ زیادہ تعداد مستورات کی تھی۔ یہ لیکچر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ لوگوں نے بڑی دلچسپی سے اس لیکچر کو سنا۔ لیکچر کے بعد سوال و جواب کا بھی وقت رکھا گیا تھا۔ مقررہ وقت سے بہت بعد تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اس لیکچر میں مختلف طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے جن میں ، یونیورسٹی کی وائس چانسلر، ڈائریکٹر آف کلچرل ڈیپارٹمنٹ، partido populor مشہور سیاسی پارٹی کے 4 کونسلر، شعبہ تاریخ کی ہیڈ اور پروفیسرز، اس کے علاوہ عورتوں کی کئی تنظیموں نے بھی شرکت کی۔

لوگوں کی طرف سے مختلف سوال کئے گئے، مثلاً مرد عورتوں کی طرح پردہ کیوں نہیں کرتے؟ تعداد ازدواج؟ طلاق؟ پردہ کے ذریعہ عورت کی خوبصورتی کو کیوں چھپایا جاتا ہے؟ اگر عورت کام کرنا چاہے تو کیا مرد کی طرح عورت کو بھی اسی طرح کام کرنے کا حق حاصل ہے؟ ان سوالات کے جواب مکرم سید عبداللہ ندیم صاحب مشنری انچارج و نائب امیر سپین اور مکرم فضل الٰہی قمر صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے دیئے۔

اس لیکچر میں شامل ہونے والے لوگوں نے بہت اچھے خیالات کا اظہار کیا اور کہا کہ شکر ہے ہم اس لیکچر میں شامل ہوئے اور عورت کے متعلق حقیقی اسلامی تعلیم کا پتہ چلا۔

اس شہر کا نام جس میں یہ یونیورسٹی واقع ہے (Alcala de Henares) القلعة النهر ہے۔ یہ شہر سپین کے مشہور رائیٹر Miguel de Cervante جو کہ مشہور ناول Don quijote کا مصنف ہے کا جائے پیدائش ہے۔ بائبل کے بعد اس ناول کا سب سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے ۔ جس یونیورسٹی میں لیکچر ہوا یہ 1499ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ سپین کی مشہور یونیورسٹی ہے۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تبلیغی کاوش کے نیک ثمرات مترتب فرمائے۔

جماعت احمدیہ فرانس کی
پہلی مسجد کے سنگ بنیاد کی بابرکت تقریب

فہیم احمد نیاز ۔نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ فرانس

26 جنوری 2007 خدائے بزرگ و برتر نے اپنے فضلوں کی بارش کرتے ہوئے جماعت احمدیہ فرانس کو اس ملک میں پہلی باقاعدہ مسجد کی تعمیر کا آغاز کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ یہ مسجد مشن ہاؤس فرانس کے احاطہ میں ہی تعمیر کی جارہی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1985ء میں خریدا گیا تھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تعمیر مساجد کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے جماعت احمدیہ فرانس نے کام کا آغاز کیا۔مکرم اشفاق احمد ربانی صاحب امیر جماعت احمدیہ فرانس نے قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے باقاعدہ کوشش شروع کی۔محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے تمام مراحل بخیر وخوبی سرانجام پاگئے۔ علاقہ کی کونسل نے مسجد کی تعمیر کی اجازت دے دی اور مینار کی تعمیر سے بھی اتفاق کرلیا۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء ۔اس مسجد میں تقریباً250 افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہوگی۔انشاءاللہ۔

احباب جماعت نے بہت ذوق وشوق سے وقارعمل کرتے ہوئے بنیادی کام کا آغاز کردیا اور خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے 26/جنوری کو وہ دن آپہنچا کہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جائے۔

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مبارک موقع پر ازراہ شفقت مکرم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کو اپنے نمائندہ کے طور پر بھجوایا۔اسی روز خطبہ جمعہ کے دوران مکرم عبد الماجد طاہر صاحب نے جماعت احمدیہ فرانس کی تاریخ پر مختصر روشنی ڈالی۔آپ نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ 1924ء میں جب فرانس تشریف لائے تو پیرس میں تعمیر ہونے والی ایک خوبصورت مسجد میں بھی تشریف لے گئے ۔حضورؓ نے مسجد کے محراب میں کھڑے ہوکر ایک لمبی دعا کی۔

جنگ عظیم دوم کے اختتام پر حضورؓ نے ایک مبلغ محترم ملک عطاء الرحمٰن صاحب کو بھیجا جو پانچ سال تک فرانس میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔اس عرصہ میں ایک پڑھی لکھی خاتون مس مارگریٹ رومانی صاحبہ نے احمدیت بھی قبول کی جن کا اسلامی نام عائشہ رکھا گیا۔

آپ نے بتایا کہ فرانس کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ یہاں چار خلفائے احمدیت کے مبارک قدم پڑے ہیں ۔اس زمین نے بہت سی دعائیں لی ہیں اور یہ انہی دعاؤں کے ثمرات ہیں کہ آج ہم یہاں ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے جارہے ہیں ۔الحمدللہ۔

مکرم عبدالماجد صاحب نے بتایا کہ فرانس کا موجودہ مشن ہاؤس 1985ء میں خریدا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ''بیت السلام'' رکھا۔اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دور میں دو مزید عمارتیں خریدی گئیں اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ فرانس کے پاس ایک وسیع مشن ہاؤس ہے۔

نماز جمعہ اور ایم ٹی اے سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ کے بعد تقریب سنگ بنیاد کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت خاکسار کو حاصل ہوئی۔تلاوت کا فرنچ ترجمہ مکرم ابوبکر صاحب آف کینیا نے پیش کیا۔

بعد ازاں مکرم عبد الماجد صاحب طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں موقع کی مناسبت سے انتہائی زرّیں نصائح فرمائیں۔آپ نے بتایا کہ یہ دعاؤں اور تسبیحات کا وقت ہے۔نیز آپ نے آگاہ کیا کہ اس موقع پر نعرے لگانا مناسب نہ ہوگا۔اس کے بعد احباب تعمیر ہونے والی مسجد کی جگہ پر تشریف لے گئے۔مکرم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب نے پہلی اینٹ رکھی جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کی ہوئی تھی ۔دوسری اینٹ امیر جماعت احمدیہ فرانس مکرم اشفاق احمد ربانی صاحب نے رکھی تیسری اینٹ مکرم حافظ احسان سکندر صاحب مبلغ سلسلہ فرانس نے رکھی ۔اس کے بعد تمام ممبران نیشنل عاملہ نے اس سعادت سے حصہ لیا۔دو نمائندگان واقفین نو کو بھی اس مبارک کام میں شمولیت کی دعوت دی گئی ۔اس موقع پر چند ایسے ممبران جماعت احمدیہ فرانس نے بھی اینٹ رکھی جو بیس مختلف قومیتوں کی نمائندگی کررہے تھے۔

فرانس کی مختلف جماعتوں سے احباب اس تقریب میں شامل ہوئے۔ان میں سے بعض دوست پانچ سو میل سے زائد کا سفر کرکے تشریف لائے تھے۔ اس دوران احباب مسلسل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ''رَبَّنَاتَقَبَّلْ مِناَّ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ'' کا زیرلب ورد کرتے رہے۔آخر میں مکرم عبد الماجد طاہر صاحب نے دعا کروائی۔ بعد ازاں احباب میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔قارئین کرام سے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔آمین اللھم آمین۔

بقیہ:حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر 16

ہیں ۔ یہ مولانا حضرات پبلک میں جتنے سنجیدہ اور ثقہ لگتے ہیں نجی محفلوں میں اتنے ہی زندہ دل دکھائی دیتے ہیں ۔اکثر اوقات ان کی جملہ بازی خاصی غیر شرعی نوعیت کی ہوتی ہے ۔ یہ کتھارسس کا ایک بین الاقوامی ذریعہ ہے ۔ چنانچہ مولوی حضرات اس فارمولے کے ذریعہ بھی اپنے دل کا بوجھ ہلکا نہ کریں تو وہ ہماری زندگیاں مزید اجیرن بناسکتے ہیں۔

اگرچہ ہنسی مذاق کی باتوں کے حوالے سے کوئی سنجیدہ نتیجہ تونہیں نکالنا چاہئے اور میرا ایسا کوئی ارادہ بھی نہیں تاہم ایک دو ہلکے پھلکے سے سوال ذہن میں ضرور ابھرے ہیں جن کا اظہار ضروری ہے۔مثلاً جب چوہدری پرویز الٰہی نے دو یونیفارموں والا جملہ کسا تو انہوں نے اس کا ہدف مولانا فضل الرحمٰن کونہیں بنایا بلکہ کہا کہ اپوزیشن ایک یونیفارم پر اعتراض کرتی ہے۔گویا چوہدری صاحب راز ہائے درون خانہ سے واقف ہونے کی وجہ سے جانتے ہیں کہ اپوزیشن اور ''اپوزیشن لیڈر'' دو مختلف چیزیں ہیں ورنہ وہ اپوزیشن کا نام لینے کی بجائے براہ راست مولانا فضل الرحمٰن سے کہہ سکتے تھے کہ آپ یونیفارم کے خلاف ہیں ۔اس حوالے سے ایک دوسری مزیدار بات یہ ہوئی کہ مولانا فضل الرحمٰن اب شرعی مسائل پر بھی حکومت سے رہنمائی لینے لگے ہیں ۔اس کا ثبوت ان کا چوہدری پرویز الٰہی سے یہ پوچھنا ہے کہ علالت کے دنوں میں نمازوں کا کیا بنے گا اور اس استفسار پر ''مفتی'' پرویز الٰہی نے بھی بخل سے کام لینے کی بجائے فتویٰ دیا کہ آپ اشاروں میں نماز ادا کرسکتے ہیں۔ ''فتویٰ'' حسب حال تھا کیونکہ مولانا کے لئے اشاروں سے کوئی بھی کام لینا بہت آسان تھا۔وہ تو بہت عرصے سے امریکہ کو بھی اشاروں کنایوں میں کہہ رہے ہیں کہ ہماری وضع قطع پر نہ جاؤ، جو کام تم پرویز مشرف سے لے رہے ہو وہ کام ہم بھی کرسکتے ہیں۔

خبر میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ صحت یابی کے بعد ''اپوزیشن لیڈر'' مولانا فضل الرحمٰن وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی کی سرکاری رہائشگاہ میں منتقل ہوگئے ۔ ایک بادشاہ کو دوسرے بادشاہ کے ساتھ یہی سلوک کرنا چاہئے تھا۔ چوہدری صاحب پنجاب کے بادشاہ ہیں اور مولانا صوبہ سرحد اور ففٹی پرسنٹ بلوچستان کے بادشاہ ہیں ۔ویسے بھی یہ بات رواداری ،مروت اور وضعداری کی ذیل میں آتی ہے۔مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی یوں بھی دل کے نرم ہیں اور ان کی آنکھوں میں شرم ہے۔ آئین میں سترھویں ترمیم اسی دل کے نرم اور آنکھوں میں شرم ہونے کا نتیجہ ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ اس کا مظاہرہ آنے والے دنوں میں بھی کیا جائے گا۔

یہ کالم اپنے اختتام کو پہنچنے والا تھا کہ اس دوران اچانک کچھ احساس ندامت ہوا۔مَیں نے سوچا کہ ہم کیوں علماء کو ان کے حجروں میں بند کرنا چاہتے ہیں ۔ہم ان سے کیوں توقع رکھتے ہیں کہ وہ حکمرانوں کی چوکھٹ پر نہ جائیں ،اقتدار کے لئے جوڑ توڑ نہ کریں ، پبلک میں کئے گئے اپنے وعدوں سے نہ مکریں ۔ہم ان سے کیوں اس امر کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ سیاسی ہیر پھیر کا حصہ بننے کی بجائے اسلام کو نئے علوم وفنون کے حوالہ سے جو خطرے درپیش ہیں وہ مدرسوں میں ان کا حل تلاش کریں۔ ہم انہیں کیوں قرون اولیٰ کے علماء کے معیار پر جانچتے ہیں ۔آخر وہ بھی انسان ہیں ،ان کی بھی کچھ خواہشیں ہیں مگر ہم کیوں ان کے عیب تلاش کرتے رہتے ہیں ۔شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہم سے زیادہ ہم میں عیب تلاش کرتے ہیں''۔

(روزنامہ ''جنگ'' 6/فروری 2007ء صفحہ 5)

جیسا کہ جناب قاسمی صاحب نے بھی اشارہ کیا ہے کہ وقت آگیا ہے کہ پاکستانی عوام حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آج کے مُلّاؤں کا قرون اولیٰ کے علماء سے موازنہ کرنے کی روش ترک کردیں کہ یہ سلف صالحین کی کھلی توہین ہے

کوئی پتّا ہے نہ بوٹا ہے نہ گُل
دشت کو باغ کہو گے کب تک؟

مسجد ''بیت النور'' ربوہ لینڈ (یوگنڈا) کی بابرکت تقریب افتتاح

(رشید احمد نوید ۔مبلغ یوگنڈا)

مورخہ 5/نومبر 2006ء بروز اتوار ربوہ لینڈ (یوگنڈا) میں تعمیر ہونے والی مسجد کے افتتاح کی تقریب منعقد ہوئی۔حضور انور نے ازراہ شفقت اس مسجد کا نام ''بیت النور'' عطا فرمایا ہے۔

ربوہ لینڈ یوگنڈا کے ایک گاؤں Chantamba میں چالیس افراد پر مشتمل ایک جماعت ہے جو کمپالا زون کے ماتحت ہے۔ربوہ لینڈ دراصل 1990ء کی دہائی میں خریدا جانے والا زرعی قطعہ ہے جس کا رقبہ 1100 ایکڑ ہے۔

افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد مکرم مولانا عنایت اللہ زاہد صاحب امیر و مبلغ انچارج یوگنڈا نے دعا کروائی۔ بعد ازاں تقریب میں شامل ہونے والے کاؤنسلر حضرات اور ایک Woman کونسلر نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

انہوں نے اپنے خطابات میں ملکی سطح پر سرانجام دی جانے والی جماعتی خدمات کو سراہا اور اس پسماندہ گاؤں میں ایسی خوبصورت مسجد کی تعمیر پر مبارکباد دی اور شکریہ ادا کیا۔

تقریب میں شامل سابق امیر یوگنڈا مکرم حاجی سلیمان مانجے صاحب ،زونل مبلغ مکرم حسن تمزادے اور نیشنل صدر مجلس انصار اللہ اور مسجد کی تکمیل میں مالی معاونت کرنے والے مکرم شعیب نصیرہ صاحب نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

آخر میں مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں تعمیر بیت اللہ کا پس منظر،تعمیر خانہ کعبہ کے لئے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی قربانیوں اور ان کے نتیجہ میں ملنے والے انعامات کا ذکر کیا۔ نیز مسجد کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔اس کے ساتھ ہی گاؤں کے کونسلرز اور دیگر سرکاری افسران کے تعاون کا شکریہ بھی ادا کیا۔

خطاب کے بعد تختی کی نقاب کشائی کے ساتھ مسجد کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کو اس علاقہ میں بہت بابرکت فرمائے۔آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

تحریک وقفِ نو سے متعلق چند گزارشات

(ڈاکٹر شمیم احمد ۔لندن)

جو احباب اپنے بچوں کو تحریک وقفِ نو میں شامل کرنا چاہتے ہوں یا ان کے بچے پہلے سے شامل ہوں ان کی اطلاع اور رہنمائی کے لئے مندرجہ ذیل تفصیلی ہدایات شائع کی جارہی ہیں۔

(۱) تحریک وقفِ نو میں شمولیت کے لئے لازمی ہے کہ بچوں کی ولادت سے قبل والدین خود سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں۔

(۲) بعض احباب اپنے رشتہ داروں، عزیزوں یا دوستوں کے بچوں کے وقف کے متعلق درخواست بھجواتے ہیں کہ وہ فلاں کو وقف کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ ذکر نہیں ہوتا کہ آیا والدین کی بھی خواہش ہے کہ نہیں۔ درست طریق یہ ہے کہ وقف کی درخواست والدین خود بھجوائیں۔ اگر خود خط نہ لکھ سکتے ہوں تو درخواست والدین کی طرف سے ہونی چاہئے۔

(۳) بعض والدین سمجھتے ہیں کہ وقف کے لئے مقامی جماعت میں اطلاع کرنا کافی ہے جبکہ وقفِ نو میں شمولیت کے لئے لازمی ہے کہ والدین خوب سوچ سمجھ کر دعاؤں سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کرنے کے بعد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں خود تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں۔

(۴) مقامی، ضلعی اور نیشنل سیکرٹریانِ وقف نو کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ بچوں کو اس وقت تک اپنی وقفِ نَو کی فہرست میں شامل نہ کیا کریں جب تک والدین ان کو وکالت وقف نو یا شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کی طرف سے منظوری کا خط نہ دیں۔

(۵) درخواست بھجواتے وقت بعض احباب مکمل کوائف درج نہیں فرماتے اور بعض صورتوں میں پتہ حتیٰ کہ شہر یا ملک کا نام بھی نہیں لکھا ہوتا جس کی وجہ سے ایسے خطوط پر کارروائی کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

اگر صرف شہر یا ملک کا نام لکھا ہوا ہو تو جواب بتوسط امیر صاحب یا مشن ہاؤس بھجوایا جاتا ہے جس میں کافی دیر لگ جاتی ہے۔ اس وقت شعبہ وقفِ نو کے پاس بہت سے ایسے خطوط پڑے ہوئے ہیں جن پر کوئی پتہ درج نہ ہونے کی وجہ سے کارروائی نہیں کی جاسکی۔

بعض احباب ایسے بھی ہیں جو چار چار خطوط لکھتے ہیں مگر کسی خط پر بھی پتہ نہیں لکھتے اور ہر خط میں یہ شکایت ضرور لکھتے ہیں کہ انہیں جواب نہیں دیا گیا۔ اس ضمن یہ بھی گزارش ہے کہ لفافہ کے باہر پتہ لکھنے کی بجائے اندر خط پر پتہ تحریر کرنا زیادہ مناسب ہے۔

(۶) بعض احباب لکھتے ہیں کہ انہیں جواب نہیں ملا یا انہیں حوالہ نمبر وقف نو نہیں بھجوایا گیا اور ان کے خط سے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ شائد کارکنان کی سستی کی وجہ سے جواب نہیں دیا گیا۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بعض شہروں میں ڈاک کی خرابی کی وجہ سے خطوط یہاں نہیں پہنچتے یا یہاں سے بھجوائے ہوئے خطوط انہیں موصول نہیں ہو پاتے۔ بعض احباب کو چار چار دفعہ جواب دیں تب ان تک پہنچ پاتا ہے۔

ربوہ کے احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے دفاتر یا بیوت الحمد کا پتہ لکھنے کی بجائے گھر کا پتہ درج فرمایا کریں تا کہ انہیں براہ راست گھر کے پتہ پر جواب بھجوایا جاسکے۔ بعض عہدیداران صرف اپنا عہدہ لکھنا کافی سمجھتے ہیں اور اکثر مربیان اپنا پتہ لکھنے کی بجائے صرف مربی سلسلہ لکھ دیتے ہیں جو کافی نہیں۔ ایسے خطوط پر کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

(۷) وقف کی درخواست کے ساتھ مندرجہ ذیل کوائف ضرور بھجوائے جائیں:

(الف) بچہ/ بچی کے والد کا نام (ب) بچہ/ بچی کی والدہ کا نام (پ) بچہ/ بچی کے دادا کا نام (ت) گھر کا مکمل پتہ جس پر جواب بھجوایا جاسکے۔

یہ بھی درخواست ہے کہ ناموں کو احتیاط سے لکھا جانا چاہئے اور ہمیشہ ایک طرح نام لکھنا چاہئے کیونکہ کمپیوٹر بدلتے ہوئے ناموں میں فرق نہیں کرسکتا جس سے غلطی اور تکرار کا امکان پیدا ہوجاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کا نام عبدالماجد طاہر ہے تو اسے صرف ماجد یا طاہر نہیں لکھنا چاہئے۔ یورپ میں رہنے والوں کی خدمت میں خاص طور پر درخواست ہے کہ اپنا نام بہت احتیاط سے لکھا کریں اور ویسے لکھا کریں جس طرح پاکستان میں لکھا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کا نام چوہدری رشید احمد آصف ہے تو اسے آصف چوہدری احمد رشید نہیں لکھنا چاہئے۔

(۸) جو احباب اپنے خطوط بتوسط پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ بھجواتے ہیں انہیں نوٹ کرلینا چاہئے کہ ان کے خطوط لندن دستی ڈاک سے آتے ہیں۔ بعض اوقات ایسے خطوط بہت تاخیر سے شعبہ وقف نو کو موصول ہوتے ہیں ان کے جواب میں اسی نسبت سے تاخیر ہوتی ہے۔

(۹) بعض احباب فوری طور پر خط کا جواب یا حوالہ نمبر چاہتے ہیں۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ بڑھتے ہوئے کاموں کی وجہ سے فوری جواب دینا ممکن نہیں۔ نوٹ فرمالیا جائے کہ خطوط کا جواب باری آنے پر ضرور دیا جاتا ہے۔

(۱۰) بعض احباب فیکس کے ذریعہ وقف نو کے فارم بھجوائے جانے کی درخواست کرتے ہیں اور صرف اپنا فیکس نمبر درج کرتے ہیں اور اپنا پتہ درج نہیں فرماتے۔ ایسے احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ فارم فیکس کے ذریعہ نہیں بھجوائے جاسکتے اور پتہ درج نہ ہونے کی وجہ سے ایسے خطوط پر کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

جو احباب فیکس کے ذریعہ وقف کی درخواست بھجواتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ مضمون کے چاروں طرف کم از کم ایک انچ کا حاشیہ ضرور چھوڑا کریں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو احتمال ہے کہ فیکس میں پتہ پرنٹ ہونے سے رہ جائے۔ پتہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے جواب نہیں دیا جاسکتا۔

(۱۱) بعض احباب وقف کا خط لکھتے وقت اسی خط میں بہت سی اور باتیں درج کردیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا خط مختلف شعبوں سے ہوتا ہوا بہت دیر کے بعد شعبہ وقف نو کو موصول ہوتا ہے۔ وقف کی درخواست مختصر لکھیں تو بہتر ہے اور اگر جواب جلدی چاہتے ہوں تو وقف کی درخواست میں دیگر امور کا ذکر نہ کیا کریں۔

(۱۲) شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کی طرف سے جو حوالہ نمبر وقف نو بھجوایا جاتا ہے اسے سنبھال کر رکھا جانا چاہئے۔ بعض احباب بار بار حوالہ نمبر بھجوانے کی درخواست کرتے ہیں جس سے شعبہ ہذا کا کام غیر ضروری طور پر بڑھ جاتا ہے اور ڈاک کا خرچ الگ ہوتا ہے۔ بعض احباب حوالہ نمبر وقف نو کے لئے صرف یہ لکھ دیتے ہیں کہ ان کے یا فلاں عزیز کے بچے کا حوالہ نمبر بھجوا دیا جائے مگر کسی قسم کے کوائف درج نہیں کرتے۔ بغیر معین کوائف کے ہزارہا بچوں میں سے ملتے جلتے ناموں کی وجہ سے حوالہ نمبر بھجوانا ممکن نہیں۔ اس لئے انہیں لکھنا پڑتا ہے کہ کوائف مکمل کریں تا کہ حوالہ نمبر تلاش کیا جاسکے جس سے خط وکتابت کا کام بڑھ جاتا ہے اور تاخیر بھی ہوتی ہے۔ حوالہ نمبر کے حصول کے ضمن میں یہ بھی درخواست ہے کہ حوالہ نمبر کے لئے براہ راست انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کو لکھا جائے کیونکہ حوالہ نمبر مرکزی شعبہ وقف نو لندن سے جاری کیا جاتا ہے۔

(۱۳) وقف نو میں منظوری کے بعد والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی مقامی جماعت کے سیکرٹری وقف نو سے رابطہ کرکے انہیں اپنے کوائف سے آگاہ کرکے وقف نو کے پروگراموں میں شمولیت اختیار کریں۔

(۱۴) وقف نو کے ضمن میں بہت سا لٹریچر نصاب وقف نو، خطبات وقف نو، اردو کے قاعدہ جات وغیرہ شائع ہوچکے ہیں۔ انہیں اپنی مقامی جماعت یا مرکزی جماعت سے حاصل کرکے ان کا مطالعہ کریں اور جو ہدایات ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ یہ کتب شعبہ وقف نو کے پاس نہیں ہیں اس لئے شعبہ وقف نو کو کتب کے لئے نہ لکھا جائے۔

(۱۵) پتہ تبدیل ہونے کی صورت میں نہایت ضروری ہے کہ شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کو اپنے نئے پتہ سے آگاہ کیا جائے۔ بعض احباب کئی کئی سال تک اپنے پتہ کی تبدیلی سے آگاہ نہیں کرتے۔ اگر وقف نو کا فارم پُر کرنے کے بعد سے آپ کا پتہ تبدیل ہوگیا ہے اور آپ نے ابھی تک اطلاع نہیں کی تو درخواست ہے کہ فوری طور پر شعبہ ہذا کو اپنے نئے پتہ کی اطلاع دیں اور خط وکتابت کرتے وقت وقف نو کا حوالہ نمبر ضرور درج کیا کریں۔ شعبہ وقف نو کا پتہ مندرجہ ذیل ہے:

Waqf-e-Nou Department (Central)
16 GRESSEN HALL ROAD
LONDON SW18 5QL U.K.

(۱۶)... وقف نو کے ضمن میں اگر فوری رابطہ کی ضرورت ہو تو خاکسار کے ساتھ مندرجہ ذیل فون نمبر پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

(44) + (0) + 20 8992- 0843

مانچسٹر (UK) میں امن کانفرنس کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: قریشی داؤد احمد صاحب مبلغ مانچسٹر)

الحمدللہ کہ مورخہ 3/دسمبر 2006ء کو مانچسٹر نارتھ جماعت کے زیر اہتمام ایک امن کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ مکرم قاضی ناصر بھٹی صاحب ریجنل امیر نارتھ ویسٹ اس کے چیئرمین تھے۔ اس کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

تلاوت و ترجمہ کے بعد مکرم عبدالباسط راجپوت صاحب صدر مانچسٹر نارتھ نے مختصراً جماعت کا تعارف کروایا۔ جس کے بعد عیسائی نمائندہ Father Peter Dungey نے امن کے بارہ میں عیسائی تعلیمات پیش کیں۔ ان کے بعد یہودی نمائندہ Mr. Henry Guterman نے یہودی تعلیمات کی روشنی میں امن کے بارہ میں نقطہ نظر پیش کیا۔

ان دونوں اصحاب کی تقاریر میں دلچسپ پہلو یہ تھا کہ دونوں نے اپنی کتاب سے امن کی تعلیم پیش کرنے کے علاوہ زیادہ تر قرآنی آیات کے حوالہ سے امن کی تعلیم پیش کی۔

ان کے بعد ممبر آف پارلیمنٹ Tony Lloyd نے مختصر تقریر کی۔

اس تقریب کے آخری مقرر مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن تھے۔ مکرم امام صاحب نے قریباً نصف گھنٹہ کے قریب خطاب کیا جس میں اسلام کی امن اور صلح کاری کی تعلیم کے مختلف پہلوؤں کو قرآن مجید، احادیث نبویہ اور آنحضرت ﷺ کی سیرت کی روشنی میں اُجاگر کیا۔ مکرم امام صاحب کی تقریر کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ مکرم امام صاحب نے بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ مہمانوں کے مختلف سوالوں کے جواب میں اسلامی نقطہ نظر بیان کیا۔

آخر میں لوکل آبادی کی تنظیم کے چیئرمین نے تمام حاضرین اور اس پروگرام کے منعقد کرنے پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور امید ظاہر کی کہ مستقبل میں بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

تقریب کے اختتام پر تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے دوران بھی مہمانوں کے ساتھ مختلف موضوعات پر گفتگو جاری رہی۔

اس پروگرام میں کل 39 مہمان تشریف لائے جن میں زیادہ تر انگریز تھے۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

مکرم مرزا عبدالصمد احمد صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ کا ایک انٹرویو

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ کا جون ۲۰۰۵ء کا شمارہ ''وصیت نمبر'' کے طور پر شائع ہوا ہے۔ اس شمارہ میں مکرم مرزا عبدالصمد احمد صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز صدرانجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کا ایک انٹرویو شامل اشاعت ہے جو مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب اور مکرم خواجہ ایاز احمد نے مرتّب کیا ہے۔

مکرم مرزا عبدالصمد احمد صاحب نے بتایا کہ اکتوبر 87ء میں میری تقرری بطور سیکرٹری مجلس کارپرداز ہوئی، تب سے کارکنان میں اضافہ کے ساتھ ساتھ موصیان کی سہولت کے لئے کچھ نئے شعبہ جات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جن میں شعبہ استقبال اور شعبہ کمپیوٹر بھی شامل ہے۔ شعبہ کمپیوٹر کے تحت تمام پرانے موصیان کا ریکارڈ اور جملہ کوائف کو محفوظ کیا جارہا ہے اور نئے موصیان کے تمام کوائف کمپیوٹر میں محفوظ کئے جاچکے ہیں۔ سالانہ حساب کتاب کمپیوٹرائزڈ ہر موصی کو بھجوایا جاتا ہے۔ ہرچند کہ یہ تمام ریکارڈ رجسٹروں میں بھی درج ہوتا ہے۔

ربوہ کا نقشہ یکم فروری 1949ء کو منظور ہوا جو پنجاب کے ٹاؤن پلینر مسٹر حبیب جے۔ اے سوجی نے تیار کیا تھا اور اس پر نواب محمد عبداللہ خانصاحب نے بحیثیت چیف سیکرٹری صدرانجمن احمدیہ پاکستان دستخط کئے تھے۔ اس نقشہ میں ربوہ کی شمالی جانب پہاڑیوں کے دامن میں 75 کنال پر مشتمل اراضی قبرستان بہشتی مقبرہ کے نام سے مختص کی گئی تھی۔ 1989ء میں اس میں توسیع کرتے ہوئے مزید 24 کنال اراضی شامل کی گئی اور اب یہ کل 99 کنال پر مشتمل ہے۔

بہشتی مقبرہ ربوہ میں سب سے پہلی تدفین محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ اہلیہ محترم چوہدری برکت علی صاحب وکیل المال اول تحریک جدید کی ہوئی جنہوں نے ۲۷/اپریل 1949ء کو وفات پائی تھی۔ بعد میں بعض دیگر موصیان بھی یہاں منتقل کئے گئے جو قیام پاکستان کے بعد امانتاً اپنے علاقوں میں دفن کئے گئے تھے۔ مثلاً حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ۔

بہشتی مقبرہ کو بلاکس اور قطعات میں 1952ء میں تقسیم کیا گیا۔ 1953ء میں حضرت اماں جانؓ کی وفات کے وقت موجودہ چاردیواری کا قیام عمل میں لایا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایات کے مطابق تقریباً درمیان میں یہ جگہ مختص کی گئی اس طرح کہ اس کے چاروں طرف صحابہؓ کرام کی قبریں ہوں۔ 1987ء میں اس چاردیواری میں پہلی بار توسیع کی گئی۔ اس چاردیواری میں خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے وہی افراد دفن ہوسکتے ہیں جن کی غیرمعمولی جماعتی خدمات ہوں۔ اسی طرح خاندان مسیح موعود سے تعلق نہ رکھنے والے احباب بھی خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی اجازت سے چاردیواری میں دفن ہوسکتے ہیں۔

ویسے تو غیرموصی بہشتی مقبرہ میں دفن نہیں ہوسکتا لیکن رسالہ الوصیت کی ہی ایک شق کے تحت جب ایسا امر سامنے آئے تو اس پر غور ہوسکتا ہے لیکن یہ اختیار حضرت خلیفۃ المسیح کو ہی حاصل ہے کہ وہ جو مناسب سمجھیں، حضرت مسیح موعودؑ نے بھی کئی ایسے بزرگان کو بہشتی مقبرہ میں دفن کئے جانے کی اجازت دی مثلاً حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ، اسی طرح حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحبؓ کی یادگار وہاں نصب کی گئی۔ پھر حضرت صاحبزادہ پیرسراج الحق صاحب نعمانیؓ بھی حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر بغیر وصیت کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کئے گئے۔ نیز جمال احمد شہید بھی وہ خوش نصیب نوجوان ہیں جن کی وصیت تو نہ تھی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر بہشتی مقبرہ ربوہ میں ان کی تدفین ہوئی، یہ مکرم جمال احمد صاحب ہیں، جو لاہور کے رہنے والے تھے۔

یہاں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ بعض ایسے موصیان بھی دفن کئے جاتے ہیں کہ جن کی پہلے وصیت اس رنگ میں تو نہیں ہوئی ہوتی کہ ان کی وصیت منظور ہوئی ہو، بلکہ یہ علم میں آتا ہے کہ فوت ہونے والے کی خواہش تو تھی یا یہ کہ وصیت فارم منگوایا تھا لیکن مکمل نہیں کرسکا یا اس جیسی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں دیکھنے والی بات صرف یہ ہے کہ اگر مرنے والا زندہ رہتا تو اپنی وصیت کو تکمیل تک پہنچاتا تو ایسے معاملات مجلس میں پیش ہوکر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں اور حضورانور کی منظوری سے انہیں باقاعدہ موصی قرار دے کر بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاتا ہے، یوں کہہ لیں کہ ان کی وصیت کا پروسیجر ان کی وفات کے بعد مکمل ہوا۔ اور یہ جو میں نے ذکر کیا ہے اسکی مثال کے طور پر مکرم صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب بھی ہیں۔ اس ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب بہت بیمار ہوئے اور بچنے کے امکانات بھی کچھ بہت زیادہ نہ تھے..... حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ عیادت کے لئے جایا کرتے تھے اور ایک دن اپنے ساتھ وصیت فارم لے گئے کہ وصیت کی تحریک کریں گے لیکن شاید شدت جذبات سے آپ اظہار نہ کرسکے ہوں، آپ واپس چلے آئے اور ان کی والدہ صاحبہ کو فارم دے آئے۔ وصیت کرنے کی خواہش تو یقیناً ہوگی، فارم پُر ہوکر دفتر وصیت میں پہنچا تو اس وقت کے سیکرٹری مجلس کارپرداز حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ نے یہ کہہ کر وصیت کو منظور نہ فرمایا کہ یہ قواعد کے مطابق نہیں کیونکہ مرض الموت کی وصیت ہے۔ حضورؓ نے اس پر کچھ نہیں فرمایا اور خاموش رہے، لیکن جب مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات ہوئی تو آپؓ نے انہیں بہشتی مقبرہ میں دفن کئے جانے کا ارشاد فرمایا۔

قبروں پر کتبات کی عبارت مجلس کی اجازت اور منظوری کے بغیر نہیں لکھی جاسکتی، اور عبارت کے الفاظ معین اور واقعی قابل ذکر ہونے چاہئیں، وگرنہ نیکی تقویٰ اور پرہیزگاری تو موصی کی بنیادی شرائط میں ہی شامل ہے اس طرح یہ تو قابل ذکر اس لئے نہیں ہوسکتے کہ لفظ 'موصی' میں ہی یہ ساری باتیں شامل ہیں، ہاں نمایاں جماعتی خدمات ہوں یا حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات میں سے کوئی عبارت بنائی گئی ہو تو اس کی ہرطرح کی تسلی اور تصدیق و توثیق کے بعد مجلس کی منظوری سے اجازت دی جاتی ہے۔ اسی طرح تدفین کے بعد موصی کے ورثاء اور لواحقین سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ خود کتبہ لگوانا چاہیں گے یا دفتر لگادے، کیونکہ اگر کوئی وارث کتبہ نہیں لگاتا تو یہ ذمہ داری دفتر کی ہے کہ وہ لگائے گا، لیکن اگر موصی کے ورثاء کتبہ لگوانا چاہتے ہوں تو عبارت کے طریق کار کا تو ذکر ہوچکا، کتبے کا سائز بھی مقرر شدہ ہے اس سے بڑا سائز قابل قبول نہیں ہوتا اور کتبے کی پشت پر بھی کوئی نام یا عبارت لکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی اور یوں ایک سادہ اور پروقار خوبصورتی ہم بہشتی مقبرے میں دیکھ سکتے ہیں۔

کچھ عرصہ سے تمام ملکوں میں یہ تحریک کی جارہی ہے کہ اپنے ملک میں 'مقبرہ موصیان' قائم کریں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے گویا پہلے ہی ہمیں ایسے حالات کا سامنا کرنے کے لئے ایک حل بتلادیا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی موصی کی موت ایسی ہو کہ جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خداتعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے۔ چنانچہ بہت سے ملکوں میں ایسے مقبرہ ہائے موصیان کا قیام عمل میں آچکا ہے، اور ایسے مدفون موصیان کے کتبہ جات 'یادگار' کے طور پر یہاں لگائے جاتے ہیں۔

چند ایک استثنائی مثالیں تو ہیں کہ کسی نے خلیفۃ المسیح سے درخواست کرکے اپنے لئے جگہ ریزرو کروائی تھی، مثال کے طور پر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے درخواست کی تھی کہ انہیں اسی قطعہ میں دفن کئے جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے اور قبر کی جگہ ریزرو رکھی جائے جہاں ان کے والدین دفن ہیں، ایسا ہی محترم چوہدری شاہنواز صاحب کی اہلیہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ، اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے درخواست کی تھی جسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے منظور فرمایا تو یہ استثنائی مثالیں ہیں وگرنہ عام ترتیب کے مطابق ہی تدفین ہوتی ہے، ہاں چاردیواری کے قریباً سامنے غربی جانب ایک قطعہ ایسا Reserve ہے جسے قطعہ خاص کہا جاتا ہے، حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس قطعہ کو مخصوص کردیا جائے جہاں وہ موصیان دفن ہوں جن کی نمایاں جماعتی خدمات ہوں۔

وصیت کرنے والے کو چاہئے کہ رسالہ الوصیت کو بار بار پڑھے، پھر وہ وصیت فارم حاصل کرے۔ اور اسے مکمل طور پر پُر کرے، کسی قسم کی کٹنگ یا مٹانے کی چیز استعمال نہ کی گئی ہو۔ جائیداد کا کالم بھی پُر کرے۔ جائیداد کی دو قسمیں ہوسکتی ہیں پہلی قسم تو جائیداد منقولہ کہلائے گی مثلاً زیورات، شیئرز، حق مہر، پرائز بانڈز، نقدی وغیرہ اور دوسری قسم غیرمنقولہ از قسم مکان، پلاٹ، زمین وغیرہ۔ اسکے علاوہ عام استعمال کی اشیاء جائیداد میں شمار نہیں ہوں گی جیسے سائیکل، کمپیوٹر، سلائی مشین وغیرہ۔ ہاں ایسی مستعمل اشیاء جو موصی کے مرنے کے بعد ترکہ کہلائے اور قیمتی ہو تو وہ جائیداد شمار ہوگی مثلاً گاڑی وغیرہ۔

حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ہی ادا کرنے کی آسانی کئی طرح سے پیدا کی گئی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے کیونکہ وفات کے وقت بعض اوقات بڑی رقم کی فوری ادائیگی کا انتظام کرنا مشکل ہوتا ہے، گوکہ ایسے مواقع پر یہ طریق بھی مقرر ہے کہ پھر دو ذمہ دار قابل قبول افراد کی شخصی ضمانت سے معاملہ طے پاجاتا ہے لیکن کبھی ایسا ممکن نہیں ہوتا تو پھر موصی کی بہشتی مقبرہ کے باہر امانتاً تدفین ہوتی ہے اور ادائیگی کے بعد پھر بہشتی مقبرہ میں نعش منتقل کی جاتی ہے جو ورثاء اور خود دفتر کے لئے ایک تکلیف دہ امر ہوتا ہے کہ موصی نے اس لئے وصیت نہیں کی تھی، اسکی تو خواہش یقیناً یہی ہوگی کہ وہ ظاہری طور پر بھی ایسی جگہ دفن ہو جس کے لئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے دعائیں کی تھیں اور وہ ان دعاؤں کا مورد بنے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں موصیان کی تعداد 303 تھی، خلافت اولیٰ میں 500، خلافت ثانیہ میں 17200، خلافت ثالثہ میں 7650 اور خلافت رابعہ میں 9500 تعداد رہی، اور خلافت خامسہ میں حضورانور کی تحریک سے پہلے کی تعداد 2000 تھی اور اوسطاً سالانہ تعداد کم وبیش 500 موصی سالانہ کے حساب سے اضافہ ہوتا رہا۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی حالیہ خصوصی تحریک کے بعد (انٹرویو دینے کی تاریخ کے مطابق) صرف نو ماہ میں 9200 نئے موصیان ریکارڈ ہوچکے ہیں۔ بھارت کے موصیان کی تعداد اس میں شامل نہیں ہے۔ اسی طرح موصیان کی درخواستیں آرہی ہیں کہ ہم نے وصیت تو کرلی ہوئی ہے اب حضور کی تحریک پر لبیک کہنے کے لئے ہماری شرح بڑھادیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۵ جنوری ۲۰۰۶ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی نظم ''زیارت بہشتی مقبرہ'' میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

عجیب سا دل کا ماجرا ہے
یہ دل کہ جذبات کا ہے مدفن
کہاں سے گزروں کہاں رکوں مَیں
نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن
مرے زمانے کے لوگ تھے یہ
رفیق گزری مسافتوں کے
قدم قدم پر پکارتے ہیں
مزار اگلی محبتوں کے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

23rd March 2007 – 29th March 2007

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 23rd March 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:00 Seerat-Un-Nabi
01:55 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 388, Recorded on 22/04/1998.
02:55 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Burkina Faso, West Africa.
04:00 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 170, Recorded on 24th December 1996.
05:15 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Children's class with Huzoor. Recorded on 18th February 2006.
08:05 Le Francais C'est Facile: programme no. 98
08:30 Siraiki Service
09:30 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 21 recorded on 9th December 1994.
10:30 Indonesian Service
11:30 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilaawat & MTA News Review Special
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
14:10 Dars-e-Hadith
14:30 Bengali Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Bengali speaking friends. Rec: 07/12/1999.
15:30 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:05 Friday Sermon [R]
17:05 Interview: An interview with Justice Muhammad Islam Bhatti.
18:05 Le Francais C'est Facile: programme no. 98 [R]
18:30 Arabic Service: Discussion programme about the true concepts of Islam. Rec: 02/02/07.
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:10 MTA Travel: a programme featuring a visit to Calgary, Canada.
22:45 Urdu Mulaqa'at: Session 21 [R]

Saturday 24th March 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:00 Le Francais C'est Facile: Lesson no. 98.
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 389, Recorded on 07/04/1998.
02:25 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 23rd March 2007.
03:30 Bengali Mulaqa'at: Recorded on 7th December 1999.
04:35 Interview: An interview with Justice Muhammad Islam Bhatti.
05:25 MTA Travel: Calgary, Canada
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 26th February 2005.
08:10 Seerat Sahaba Masih-e-Maud (as)
09:00 Friday Sermon [R]
10:05 Indonesian Service
11:00 French Service
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
12:55 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00 Bustan-e-Waqfe Nau class with members of Jamia Ahmadiyya UK with Huzoor. Recorded on 26th March 2007.
16:10 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
17:00 Question Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 08/12/1996. Part 2.
17:50 Australian Documentary
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:25 Seerat Sahaba Masih-e-Maud (as) [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 25th March 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Qur'an Quiz
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 390, recorded on 09/04/1998.
02:30 Kidz Matter
03:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 23rd March 2007.
04:00 Moshaa'irah: an evening of poetry
04:55 Australian Documentary
05:30 Quran Quiz
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 24th March 2007.
08:20 Learning Arabic: programme no. 23.
08:40 Huzoor's tour of Germany: a programme documenting Huzoor's visit to Germany.
09:30 Kidz Matter: kids discussion programme.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 16th February 2007.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Schomprochar
14:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 23rd March 2007.
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 25th March 2007.
16:25 Huzoor's Tours [R]
17:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th January 1996. Part 2.
17:55 MTA Travel: a programme featuring a visit to Cairo, Egypt.
18:30 Arabic Service
19:30 Kidz Matter [R]
20:00 MTA International News Review [R]
20:35 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:00 Huzoor's Tours [R]
22:55 Ilmi Khutbaat

Monday 26th March 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:10 Learning Arabic: lesson no. 23
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 393, Recorded on 21/04/1998.
02:40 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 23rd March 2007.
03:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th January 1996. Part 2.
04:30 Ilmi Khutbaat
05:25 MTA Travel: Cairo, Egypt
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15 Jamia Ahmadiyya UK class with Huzoor. Recorded on 17th March 2007.
08:30 Le Francais C'est Facile: programme no. 46
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 11, Recorded on 17th November 1997.
10:05 Indonesian Service
11:00 Aa'ina: a discussion programme based on allegations made against Islam.
11:30 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
12:35 Bangla Schomprochar
13:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 21/04/2006.
15:00 Jamia Ahmadiyya Class [R]
16:20 Medical Matters
17:00 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service: featuring speeches from Jalsa Salana Kababir.
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 394, Recorded on 22/04/1998.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Jamia Ahmadiyya Class [R]
22:30 Speech delivered on the topic of the reality of performing Namaz.
23:30 Friday Sermon: recorded on 21/04/2006 [R]

Tuesday 27th March 2007

00:25 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30 Learning French: Lesson no. 46
01:55 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 394, Recorded on 22/04/1998.
03:05 Friday Sermon: recorded on 21/04/2006.
03:45 Spotlight
04:30 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 4, recorded on 5th September 1997.
05:35 Aaina
06:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 18th March 2007.
08:20 Learning Arabic: Programme no. 23
08:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd March 1996.
09:55 Indonesian Service
10:55 Sindhi Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Jalsa Salana Belgium 2004: second day address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from the ladies jalsa gah. Recorded on 11th September 2004.
15:00 Al-Wasiyyat: an educational programme about Wasiyyat – the system of endowment.
15:35 Learning Arabic: Programme no. 23 [R]
15:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
17:25 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:20 Documentary: African Safari [R]
22:50 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
23:30 Al-Wasiyyat

Wednesday 28th March 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:05 Learning Arabic: Programme no. 23
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 395. Recorded on: 23/04/1998.
02:30 Jalsa Salana Canada 2006
03:30 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd March 1996.
04:40 Documentary: African Safari [R]
05:15 Al-Wasiyyat
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:10 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 9th April 2005.
08:00 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:35 MTA Variety: a documentary on Sydney
09:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd March 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Ilmi Khitabaat
15:05 Jalsa Speeches: speech delivered by Ismail Addo. Recorded on 26th July 1997 on the occasion of Jalsa Salana UK.
15:30 MTA Variety: a documentary on Sydney
16:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
17:00 Question and Answer Session [R]
17:55 Lajna Magazine
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 396, recorded on 28/04/1998.
20:30 MTA International News Review
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:05 Jalsa Speeches [R]
22:55 Ilmi Khitabaat

Thursday 29th March 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Lajna Magazine
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 396, recorded on 28/04/1998.
02:30 The Philosophy of the Teachings of Islam
03:10 Hamari Kaa'enaat
03:40 Ilmi Khitabaat
04:35 Lajna Magazine
05:05 MTA Variety: a documentary on Sydney
05:35 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 2nd July 2006.
08:05 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session 16. Recorded on 14/05/1994.
09:15 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Germany.
10:05 Indonesian Service
11:05 Al Maa'idah
11:40 Dars-e-Hadith
12:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05 Bengali Service
14:10 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 171, recorded on 30th December 1996.
15:25 Huzoor's Tours [R]
16:20 English Mulaqa'at [R]
17:25 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
18:30 Arabic Service
20:30 MTA News Review
21:05 Tarjamatul Qur'an Class, Session: 171 [R]
22:10 MTA Variety
23:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 Friday March 16, 2007 Issue No. 11

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

ڈاکٹر سر اقبال کے ضلع میں مُلّا ازم کے خلاف علم بغاوت

کچھ عرصہ ہوا ضلع سیالکوٹ میں جہازی سائز کا ایک مضمون ''مُلّا ئیت اور ملاازم۔ مذہب کے گلے پر چلتی چھُری'' کے سنسنی خیز عنوان سے شائع ہوا ہے جو ڈاکٹر سر اقبال کے وطن مالوف ہی کے ایک خواجہ تنصیر شاہی کے قلم سے لکھا ہوا ہے او رمُلّا ئیت سے باغی لاکھوں کروڑوں نفوس کی عکاسی کرتا ہے۔ اصل مضمون سات کالموں پر محیط ہے جس کی نقل کی گنجائش نہیں۔ نمونہ کے طور پر دو اقتباس کافی ہوں گے۔ خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

پہلا اقتباس:

''جہاد کشمیر اور جہاد افغانستان اور پھر مرزائیوں کے خلاف لاتعداد حملے کئے جا چکے ہیں مگر ان تمام معرکوں میں غریب کے بچے ہی قتل ہوئے ہیں، کوئی مُلّاں، مولوی، پیر دستگیر، سجادہ نشین یا ان میں سے کسی کا کوئی بچہ شہادت کا درجہ نہیں پا سکا کیونکہ ان سب میں سے اکثر لوگ ''اسلام کی تبلیغ'' کی خاطر یورپی وغیرہ اسلامی ممالک کی بجائے سعودی عرب، کویت، انڈونیشیا، ایران، عراق، افغانستان، ملائشیا، بنگلہ دیش، بحرین، قطر وغیرہ اسلامی ممالک میں بھیجے جا چکے تھے۔ جہاد کشمیر اور جہاد افغانستان کے نام پر کئی جہادی تحاریک نے جنم لیا۔ برسوں تک کروڑوں اربوں کے چندے اکٹھے کئے اور کروڑوں اربوں روپے کی قربانی کی کھالیں اکٹھی کی گئیں اور انہی رقوم سے خریدی جانے والے مہنگی ترین گاڑیوں، لینڈ کروزر، مرسڈیز، پجاروز میں اپنے اپنے باڈی گارڈوں کے ساتھ ساتھ اطلسی عبائیں، حریری قبائیں، ریشمی دستاریں پہنے ایسے نکلتے ہیں کہ دور سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد پر نہیں کسی بائی کے کوٹھے پر مُجرا دیکھنے جا رہے ہیں۔

ہم نے 1974ء اور 1984ء کے دوران مرزائیوں کے خلاف مُلّاؤں مولویوں کی تحاریک بھی دیکھ لی ہیں اور ان دونوں موقعوں پر خود کو سچا، پکا، نڈر، بے باک سرفروش مسلمان کہلوانے والوں کو مرزائیوں کی املاک مال و متاع کو لوٹتے، آگ لگاتے اور اپنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھی دیکھ لیا ہے۔ جس کے تحت مرزائیوں کو مرتدین فاسق و فاجر حتی کہ غیر مسلم قرار دے کر انہیں حکومت پاکستان سے نہ صرف کلیدی (اہم) عہدوں سے ہٹانے کا مطالبہ کیا بلکہ ان کا حقہ پانی بھی بند کر دیا گیا مگر اس عہد کو گئے چند ہی ہفتے گزرے ہوں گے کہ مُلّا، مولوی اور ان کی اولادیں انہی مرزائیوں کے محتاج بن کر رہ گئے اور انہی مرتدین و فاجرین کے ساتھ مرغ مسلّم اڑاتے نظر آئے۔ مُلّاؤں، پیروں، سجادہ نشینوں کے حکم پر جن جن غریب مشکوک الحال مگر محنتی لوگوں اور ان کی اولادوں نے یہودی، عیسائی اور مرزائیوں کے خاتمہ کے لئے خدمات انجام دیں انہی کی اولادوں کو عجیب فتنہ سامانیوں کا حامل ہونا پڑا اور اس ضمن میں غریبوں کے لاتعداد بچے ایک طرف تو کئی کئی برس سے پاکستان کی جیلوں میں سڑ رہے ہیں دوسری طرف ان کے ہی بوڑھے والدین، اولادیں، جوان بہنیں بٹھائے سخت پریشانیوں کے عالم میں سخت روحانی، اعصابی، جسمانی امراض اور مالی مشکلات کا شکار ہیں مگر افسوس مرزائیوں کو پاکستان سے ختم کرنے کا ڈھنڈورا پیٹنے والے مُلّاؤں، مولویوں، پیروں، سجادہ نشینوں میں سے کسی نے بھی ان بے چارے قیدیوں کے گھر والوں کے منہ میں پانی کے سادہ قطرے ڈالے نہ ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کی جسارت کی''۔

دوسرا اقتباس:

''آپ کسی عام سی مسجد دار العلوم مدرسہ میں چلے جائیں عوام کے ہی اخراجات سے انہیں بجلی مفت، سوئی گیس مفت، پانی مفت، ٹیلی فون مفت کی سہولتیں دی جا رہی ہیں۔ اپنے علاقہ کے امام مسجد کو لوگ سارا سال دو وقت کا کھانا الگ دیتے ہیں۔ ماہ رمضان میں بریانیوں، حلوہ مانڈوں، متنجنوں، زردوں اور پلاؤں اور دوسری لاتعداد مرغن خوراکوں غذاؤں میں مزید بہتات (سیلاب) نکھار آ جاتا ہے۔ مگر کوئی اس بات کا اندازہ نہیں کرتا کہ عید الفطر کے فوراً بعد ان ہی کی مسجد کا امام سوکھی روٹیوں کی کئی کئی بوریاں، کھل چھان بورا، سوڑھی اور حیوانوں جانوروں کی خوراکوں والی دکانوں کو فروخت کر دیتے ہیں۔ خواہش، تمنا، ڈھارس، امید، لالچ، طمع، شرط یہی ہوتی ہے کہ امام مسجد صاحب ہمارے بیٹے بیٹیوں کو قرآن و حدیث کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اخلاق اور اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے وغیرہ کی تربیت بھی دیں گے۔

پاکستان کے مُلّاؤں، مولویوں، پیروں، دستگیروں، سجادہ نشینوں کے آستان عالیان اور ان کے در و دیوار گواہ ہیں کہ ان میں کتنی ملنگنیوں، مریدنیوں، لڑکیوں، لڑکوں کی عزتوں، عصمتوں، غیرتوں، قسمتوں اور مستقبل و حال کو تار تار، تاریک، تاریک تر کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ علامہ اقبال ہی کے مطابق ؂

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر مے کنند
چوں بخلوت مے روند آں کارے دیگر میکنند

یعنی واعظ حضرات منبر و محراب پر کیا کیا جلوہ سامانیاں دکھاتے ہیں مگر جونہی خلوت (علیحدگی۔ گھر کے اندر) میں جاتے ہیں وہ دوسرے کام شروع کر دیتے ہیں''۔

('حکیم الامت' ڈسکہ۔ اشاعت فروری 2006ء)

❁❁❁❁❁❁

روزنامہ اُمّت کراچی 7 رفروری 2007ء کی اشاعت میں بی بی سی کے حوالہ سے شائع شدہ ایک خبر:

مولانا فضل الرحمٰن کا علاج قادیانی ڈاکٹر نے کیا (بی بی سی)

وزیر اعلیٰ پنجاب کے ذاتی دوست اور معالج ڈاکٹر مبشر کو امریکہ سے بلوایا گیا جنہوں نے مولانا کے دل میں اسٹنٹ ڈالے۔

لندن (مانیٹرنگ ڈیسک): بی بی سی نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمٰن نے اپنے دل کا علاج احمدی فرقے کے ایک معالج سے کرایا۔ رپورٹ کے مطابق ان دنوں لاہور میں حکومت پنجاب کے مہمان مولانا فضل الرحمٰن کے دل کا چرچا ہے۔ مولانا جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ اور قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف ہیں۔ وہ لاہور میں سات کلب روڈ پر رہائش پذیر ہوئے جو کبھی وزیر اعلیٰ پنجاب کی سرکاری قیامگاہ اور مرکزی دفتر تھا۔ اب وزیر اعلیٰ کا دفتر آٹھ کلب روڈ پر منتقل ہو چکا ہے۔ سات کلب روڈ پر وزیر اعلیٰ کا مددگار اسٹاف بیٹھتا ہے اور اس کے کمرے مہمان خانے کا کام دیتے ہیں۔ یکم فروری کو لاہور کے ایک مہنگے نجی طبی ادارے ڈاکٹرز اسپتال میں مولانا کے دل کا معائنہ ہوا تو پتہ چلا کہ ان کے دل کی ایک شریان بند ہے۔ اسی شہر میں حکومت کے تحت چلنے والا پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی بھی ہے جہاں عوام الناس کے دل کا علاج ہوتا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب پرویز الٰہی کے ذاتی دوست اور معالج ڈاکٹر مبشر احمد کو امریکہ سے بلوایا گیا کہ وہ مولانا کے دل کی ڈاکٹرز اسپتال میں انجیو پلاسٹی کریں۔ انہوں نے کامیابی سے مولانا کے دل میں اسٹنٹ ڈالے۔ سابق صدر فاروق لغاری، سینٹ میں قائد ایوان وسیم سجاد اور چیئرمین سینٹ میاں محمد سومرو کے ساتھ ساتھ وزیر اعلیٰ پنجاب پرویز الٰہی بھی مولانا کی عیادت کے لئے اسپتال گئے۔ پرویز الٰہی نے مولانا سے بے تکلف باتیں کیں۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مولانا کے دل کی سرجری کے بعد ان سے کہا کہ ''اب آپ کٹے کھانے چھوڑ دیں۔'' پنجاب میں نوجوان بھینسے کو کٹّا کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وزیر اعلیٰ نے جب مولانا کو اسپتال کے نیلے کپڑے پہنے دیکھا تو جملہ کسا کہ اپوزیشن ایک یونیفارم پر اعتراض کرتی ہے۔ آپ نے دو یونیفارم پہنے ہوئے ہیں اور دونوں سیاسی رہنما کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ عیادت کے بعد پرویز الٰہی نے پریس سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ مولانا سے ان کے خاندان کے دیرینہ تعلقات ہیں اور جب انہیں معلوم ہوا کہ ان کی طبیعت ناساز ہے اور وہ انجیو گرافی کرانا چاہتے ہیں تو انہوں نے مولانا کو دعوت دی کہ وہ علاج کے لئے لاہور تشریف لائیں۔ امریکہ سے خصوصی طور پر آنے والے معالج ڈاکٹر مبشر احمد کے سرجری کرنے سے مولانا فضل الرحمٰن تو ہشاش بشاش ہو گئے لیکن اسی دوران سُوئے اتفاق سے ڈاکٹر مبشر احمد کے والد چوہدری اسلم احمد ڈسکہ میں انتقال کر گئے۔ وصیت کے مطابق ان کی تدفین چناب نگر (ربوہ) میں احمدیہ قبرستان بہشت خضریہ میں کی گئی۔ مولانا فضل الرحمٰن کے دل کی سرجری سے یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ یہ بڑے دل کے آدمی ہیں۔ بی بی سی کے مطابق مولانا حزب اختلاف تو ہیں لیکن سرکاری مہمان نوازی سے لطف اندوز ہونا پسند کرتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت کے سربراہ ہیں جو احمدیوں کے خلاف مہم چلانے میں پیش پیش ہے۔ لیکن وہ اپنا علاج اسی مسلک سے تعلق رکھنے والے معالج سے کرا سکتے ہیں''۔

❁❁❁❁❁❁

اسلام کی سرحد پر دنیا پرست ''علماء'' کی چھاؤنی

جناب عطاء الحق قاسمی کا ایک حقیقت افروز شذرہ:

''مولانا فضل الرحمٰن اور وزیر اعلیٰ سرحد اکرم درّانی ''دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر'' ہسپتال پہنچے تو پنجاب کے وزیر اعلیٰ چوہدری پرویز الٰہی نے ان کی عیادت کے دوران ہسپتال کی طرف سے مہیا کئے گئے ان کے نیلے کپڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''اپوزیشن ایک یونیفارم پر اعتراض کرتی ہے آپ نے دو یونیفارم پہنے ہوئے ہیں''۔ اس دلچسپ جملے پر دونوں رہنما ہنس پڑے۔ تھوڑی دیر بعد مولانا فضل الرحمٰن نے چوہدری صاحب سے پوچھا ''انجو پلاسٹی کے دوران نمازوں کا کیا بنے گا؟''۔ چوہدری صاحب نے جواب دیا ''آپ اشاروں سے نماز پڑھ سکتے ہیں''۔ اس پر مولانا فضل الرحمٰن نے مسکراتے ہوئے کہا ''چلیں ہم بھی دو دن سرکاری روشن خیالی کا مظاہرہ کر لیں گے''۔

یہ دو تین مکالمے مجھے بہت اچھے لگے۔ چنانچہ مَیں نے سوچا کہ ان کے حوالے سے کالم ضرور لکھنا چاہئے۔ اگرچہ میرا جی چاہتا تھا کہ سیاست کے شدید کشیدہ ماحول میں اس طرح کی جملے بازی کچھ مزید ہوتی تاکہ اعصاب کو کچھ تو سکون ملتا لیکن لگتا ہے چوہدری پرویز الٰہی ایک جملے کے بعد ڈر گئے کہ وہ جانتے ہیں مولانا حضرات جب جوابی حملہ کرتے ہیں تو آگے پیچھے اور دائیں بائیں چاروں جانب سے کرتے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں